۳۳۴۹۷
~~۴۴۳۴~~

حیات حیدر

حیاتِ حیدر

۶

۲۲۳۲

ح۳ر

20

11

28

حیات حیدر

جسمیں میسور کے اولوالعزم شیردل سخت جان اور جانباز سپہ سالار اور نواب حیدر علی کی زندگی کے حالات۔ اسکی نظام دکن۔ نواب ارکاٹ [illegible] مرہٹوں اور انگریزوں سے معرکہ کی جنگیں۔ اسکی فوجی اور انتظامی قابلیت اور ایک سپاہی کی حیثیت سے بڑھتے بڑھتے ایک زبردست نواب اور فرمانروا بن جانے کی مفصل کیفیت درج ہے

مؤلفہ

منور خان ساغر اکبرآبادی مترجم و لٹریری اسسٹنٹ بائبل سوسائٹی لاہور

جسکو

بعد حصول جملہ حقوق دوامی از مؤلف

منشی رام اگروال بک مرچنٹ مہتمم تعلیمی کتبخانہ (پنجاب) لاہور

کی اجازت سے

حکیم رام کشن مالک تجارتی کتبخانہ شاہ عالمی دروازہ لاہور

نے

۱۹۱۳ء

میں

لائل مشین پریس لاہور میں طبع کرائی

مکمل علاج اسپان بالتصویر - اگر آپ
گھوڑوں کی سواری کا مزہ لوٹنا چاہتے ہیں
اور اپنے گھر میں گھوڑے رکھنا اعلیٰ شان خیال
کرتے ہیں۔ تو ضرور اس نایاب تحفہ کتاب ہذا
کو خرید کر اپنے رکھیں۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے
کہ جسکی التعریف ہو [illegible] جائے - تو ممکن ہے۔ اسمیں معلومات خرید و
فروخت اسپان شناخت۔ عمر و تند مزاجی گھوڑے
کو چلانا۔ ہدایات متعلقہ شہسواری و علامات
صحت و بیماری معہ تشخیص۔ تمام اندرونی بیرونی
امراض کے اسباب۔ علامات مشرح طور پر مندرج
ہیں۔ حوادث و صدمات ناگہانی شناخت
اور علاج۔ غرضیکہ گھوڑوں کے متعلق تمام گر
بالتشریح درج کر دیئے گئے ہیں۔ اس کتاب کا
خریدنا گویا ایک چابک سوار یا سوداگر اسپان
کو دائم خرید لینا ہے کسی کا بھی محتاج ہونا
نہیں پڑتا۔ قیمت صرف - (عہ؍)

موسیقی کا بھنڈار - یعنے ہر فن مولا حصہ دوم -
یہ وہ عجیب و غریب اور مفید عام کتاب ہے جسمیں
جاپان کی بہت سی صنعتوں کے مکمل بیانوں کے
علاوہ جو جاپانی زبان سے ترجمہ کی گئیں کئی
انگریزی کتابوں سے مدد لیکر یورپ کی مفید عام
صنعتوں کا مکمل بیان کیا گیا ہے۔ اور علاوہ ازیں
اسمیں ہندوستان کی اُن بیشمار صنعتوں کا بیان
جنمیں کاریگری [illegible] بافراط کرکے درج کیا گیا
ہے جنکو آجکل مردہ صنعت خیال کیا جاتا ہے
[illegible] قابل دید ہے قیمت صرف - (۸؍)

چلتا جادو - یعنی ایک نہایت مفید اور
پُر اسرار کتاب جسمیں تسخیر کے عمل اور ہمزاد کو
قابو میں لانے کیلئے عام سہل طریقے اور علم مقناطیسی
یعنی مسمریزم کے ابتدائی حالات۔ اور اسکے ذریعہ
امراض کا معالجہ سہل طریقوں میں بتلایا گیا ہے قیمت (۱؍)

بنگال کا جادو - اسمیں اوّل سے آخیر تک
عملیات۔ جنتر منتر تنتر۔ سحر و طلسم وغیرہ
درج ہیں۔ جو ایک بھی خطا نہیں کرتے۔ جس
سے ہر ایک آدمی دلی تمنا پوری کر سکتا ہے
اور دشمن سے اپنا کام نکالنا اور بدلا لینا تو
درکنار۔ دور دراز کے آدمی کو بھی اپنی اطاعت
میں کر سکتا ہے۔ اور اسمیں چلہ وغیرہ کی تکلیف
نہیں ہے ہر ایک کام بخوبی انجام ہونیکی شرط قیمت (۱؍)

جادو کی نئی کل - اسم بامسمےٰ قابل دید کتاب
ہے - قیمت صرف - (اہ؍)

باب ۱

حیدر علی کے بزرگ خاندان میسور

میسور جو جنوبی ہند میں واقع ہے کسی زمانہ میں بڑی شان و عظمت پر تھا اس ملک کے کارنامے مشرقی ملکوں کی تاریخ میں ایک نمایاں رتبہ رکھتے ہیں اس ریاست کا بانی حیدر علی تھا یہ مرد اگرچہ اسکی قایم کی ہوئی خدمت صرف ۳۸ سال کے عرصہ تک قایم رہی۔ کیونکہ حیدر علی کے بیٹے ٹیپو سلطان کی وفات کے ساتھ میسور کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔ تاہم واقعات اور معرکہ آرائیاں اس ۳۸ سال کے زمانہ میں ہوئیں۔ کہ انکو بڑی شہرت حاصل ہے

حیدر علی کے نسب و حسب کی مورخین میں باہم اختلاف ہے ایک مورخ نے اسے نسل قریش میں سے بتلایا ہے یہ مورخ لکھتا ہے کہ حیدر علی کا جد امجد جسکا نام حسن تھا اور جو اپنے کو یحیی کی اولاد میں سے بتلاتا تھا۔ بغداد سے اجمیر میں آبسا تھا۔ جہاں اسکے ایک لڑکا پیدا ہوا اس لڑکے کا نام ولی محمد رکھا گیا حسن اور اسکے ماموں سے کسی بات پر جھگڑا ہوگیا جس کے بعد گلبرگہ کو نقل سکونت کر کے میسور کے مشرقی حصہ میں متعلقہ کولار میں جا بسا اور وہیں ۱۶۷۸ء کے قریب انتقال کر گیا اسکے چار بیٹے تھے۔ سب سے چھوٹے بیٹے کا نام فتح محمد تھا۔

فتح محمد سن بلوغ کو پہونچکر فوج میں بھرتی ہوگیا اور گنجی کوٹہ کے محاصرہ میں اپنے جوہر قابلیت دکھلا کر اس نے شہرت کر لی۔ سیرا کے صوبہ دار نے اسکی مردانگی سے خوش ہوکر اسے نایک کے عہدہ پر ترقی دیدی۔ فتح محمد کو صوبہ داروں کے جلد جلد تبدیل ہونیکے باعث ارکٹ اور چنور میں ملازمت کرنی پڑی مگر جانا پڑا وہاں بھی اسنے اپنے نام و نمود کو بہت کچھ بڑھا لیا۔ آخر کار وہ میسور کو واپس چلا آیا جہاں اسے فوجداری یعنی سپہ سالاری کے منصب پر مامور کر دیا۔ اور بوڈی کوٹہ جاگیر میں عطا کیا فتح محمد نے پہلے تو ایک سیدانی سے شادی کی جسکے بطن سے تین بیٹے ہوئے دوسری دفعہ اسنے ایک

[illegible]

تھا وہ اپنے وطن مالوف کو خیر باد کہہ کر مع اپنے دو بیٹوں علی محمد اور ولی محمد کے جنوبی ہند میں چلا آیا تھا اور ریاست حیدرآباد کے شہر القندہ میں سکونت اختیار کر لی تھی اس شہر سے نقل سکونت کر کے علی محمد و ولی محمد سیرا (واقع میسور) کے صوبہ دار کے پاس پہنچے اور فوج میں بھرتی ہو گئے جہاں سے وہ کولار میں جا بسے۔ یہاں علی محمد کا انتقال ہو گیا مگر اسکی بیوی اور بیٹے فتح محمد کو اسکے بھائی ولی محمد نے گھر سے نکالدیا۔ یہ حسب و نسب زیادہ درست نہیں معلوم ہوتا کیونکہ مورخین کی کثرت رائے اسکے خلاف ہے۔

جو ملک آجکل میسور کے نام سے مشہور ہے اسکے ان فرمانرواؤں کی تاریخ جو حیدر علی اور ٹیپو سلطان سے پہلے فرمانروائی کر چکے تھے مختصر الفاظ میں اس موقعہ پر بیان کر دینا خالی از لطف نہ ہوگی حیدر علی سے پہلے اسکا ملک کا ایک ہی فرمانروا نہ تھا بلکہ اسکے مختلف حصوں پر مختلف خاندانوں کے لوگ حکمران تھے اور اس ملک کا نام پہلے میسور نہ تھا پانچویں صدی لیکر بارہویں صدی تک کدمبا گنگا چلوکیا اور دیگر خاندان حکمرانی کرتے رہے مگر ان خاندانوں نے اپنے زمانہ کے قلمبند حالات نہیں چھوڑے البتہ ان سنگ نوشتوں پر جو مندروں کے صحن میں حکمرانوں نے اپنی فیاضی کے کارناموں کے طور پر قائم کئے انکے نام اور حسب نسب ضرور کندہ ہیں ان خاندانوں کے زوال پر اس ملک میں ہیوسالا کی حکومت قائم ہوئی جنکی عہد حکومت کی یادگار وہ خوبصورت مندر ہیں جو ہلیبیڈ اور بیلور میں پائے جاتے ہیں ان مندروں میں جنکے بنانے والوں نے فن تعمیر دکھایا اور انہیں انواع و اقسام کی نقش و نگار کھودے گئے ہیں وجیانگر کے حکمرانوں کے شکل میں مقام ہامپی آجتک موجود ہیں۔ اور ان سے اس خاندان کے حکمرانوں کی شان و عظمت کی تصدیق ہوتی ہے۔

اٹھارہویں صدی کے شروع میں اس ملک میں چھوٹے چھوٹے حکمرانوں کا دور دورہ تھا جو مختلف حصوں میں فرمانروائی کرتے تھے۔ ان فرمانرواؤں کا لقب پالیگار تھا۔ انہیں میں سے بیدنور اور چتل درگ کے حکمرانوں زیادہ مشہور اور سربرآوردہ تھے۔ لیکن اس حصہ کے فرمانروا جو دراصل میسور کے ہنول کے نہایت چھوٹی جھرلی یا ستونکو فتح اور الحاق کے ذریعہ اپنے قبضہ میں کر لیا۔ یہ خاندان وڈیار کہلاتا تھا اس خاندان کی حکومت چکودیوراج کی وفات ۱۷۰۴ء میں زمانہ حال کے میسور کے نصف

[illegible]

کا قبضہ ہو گیا اور وہیں وشنو ہے ملک کرناٹک میں چلا آیا تھا۔ جب دونوں بھائی میسور کے قریب ہدی کا ناڈو میں پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ وہاں کا حکمران مخبوط الحواس ہے۔ اسکی بیٹی ہے جسکے ساتھ ایک اور راجہ زبردستی شادی کرنی چاہتا ہے اور دھمکی دیتا ہے کہ اگر شادی منظور نہ کی جائیگی تو وہ اسکے ملک پر قبضہ کر لیگا۔ ان دونوں بھائیوں نے اس فرمانروا کو کسی حکمت سے قتل کر کے خود اسکے ملک پر قبضہ کر لیا اور وجیا نے مصیبت زدہ لڑکی سے شادی کر لی۔ اور ساتھ لنگایت فرقہ میں جو شوقی متعصب تھا شامل ہو گئے اس خاندان کے حکمرانوں نے اس حکومت کو قائم کیا تھا جو آجکل میسور کے نام سے مشہور ہے مگر وہ اپنے سے پہلے فرمانروا کے خلاف غیر ملک والوں میں سے تھے۔

کوئی دو صدی تک تو میسور میں چھوٹے چھوٹے فرمانرواؤں کی حکومت رہی لیکن راج و دیا نے جو وجیا راج کی ساتویں پشت میں تھا۔ بیجانگر کی سلطنت کی کمزوری سے جو معرض زوال میں تھی فایدہ اٹھایا اسنے سنہ ۱۶۱۰ء میں سرنگاپٹم (زمانہ حال کا سرنگاپٹم) قبضہ کر کے اسے اپنا پایہ تخت قرار دیا اسکے تھوڑے ہی عرصہ بعد اس نے لنگایت مذہب کو ترک کر کے وشنو مذہب کو اختیار کر لیا۔ وہ اور اسکے جانشین فتوحات کے ذریعہ اپنی حکومت کو وسیع کرتے رہے یہانتک کہ چکا دیو راج کی وفات پر انکی آمدنی اور محاصل بہت زیادہ ہو گئے تھے اور نگ زیب اسکے ملک پر حملہ کرنیکا ارادہ رکھتا تھا مگر چکا دیو راج نے سنہ ۱۶۹۹ء میں اسکی خدمت میں ایک سفارت بھیجکر اسے خوش کر لیا اورنگ زیب نے سفیر کی بڑی مدارت کی اور راجہ چکا چکہ دیو کا خطاب عطا فرما کر ہاتھی دانت کا ایک تخت بھی عطا کیا جسپر بیٹھکر اسکے جانشین تخت نشینی کی رسم ادا کرتے تھے۔ چکا دیو راج بذاتہ خود بہادر بھی تھا اور لائق مدبر و منتظم تھا لیکن اسکے جانشین قابل نہ نکلے اور تمام اختیارات وزیروں کے ہاتھوں میں چلے گئے جو حکمرانوں کو کٹھ پتلی کی مانند نچاتے تھے اور بالاخر اس ملک کے حکمران اپنی سلطنت کے بارسوخ اور زوردار لوگوں کی مرضی کے موافق گدی پر بٹھائے اور تخت سے اتارے جاتے تھے وہ ڈاکٹر شنا راج کی وفات جو سنہ ۱۷۶۶ء میں واقع ہوئی اصل خاندان کے لوگوں کے قبضہ سے ملک کی حکومت نکل گئی اور نئے حکمرانوں کا انتخاب دلوائی یعنی سپہ سالار کی مرضی پر موقوف ہو گیا۔ جس نے حکومت کے سارے اختیارات اور مسند کو غصب کر لیا تھا۔

دجیاراج سنہ ۱۳۹۹ء

راج وودیار سنہ ۱۵۷۸، ۱۶۱۶ء

چکادیوراج عرف دیوراج اصغر سنہ ۱۶۷۲ و ۱۷۰۴ء

کانٹھے راے عرف گونگا راجہ سنہ ۱۷۰۴ و ۱۷۱۴ء

دوداکرشنا راج عرف کرشنا راج اکبر سنہ ۱۷۱۴ و ۱۷۳۱ء

چامراج (متبنےٰ) سنہ ۱۷۳۱ و ۱۷۳۴ یہ راجہ قیدخانہ میں فوت ہوا

چکا کرشنا راج عرف کرشنا راج اصغر سنہ ۱۷۳۴ و ۱۷۶۶ء (متبنےٰ تھا)

نانزاج سنہ ۱۷۶۶ و ۱۷۷۰ء

چامراج سنہ ۱۷۷۰ و ۱۷۷۶ء

چامراج ساکن کارہلی۔ (یہ متبنےٰ تھا) اس کو تخت حیدر علی نے بیٹھایا تھا سنہ ۱۷۷۶ و ۱۷۹۶ء

ممادی کرشنا راج عرف کرشنا راج سویم سنہ ۱۷۹۶ و ۱۸۶۸ء

باب ۳

حیدر علی کی شہرت کا آغاز اور جنوبی ہند کی حکومت پر نزاع

شاہجہان کے عہد میں جب اورنگ زیب دکن کا نائب السلطنت تھا کرناٹک کے ایک بڑے حصہ پر شاہ بیجاپور کی سپاہ نے زیر کمان رن دولہا خان اور سیواجی کے شاہ جی تخت و تاراج کر دیا جب اورنگ زیب تخت پر بیٹھا تو اسنے مرہٹوں اور بیجاپور کے مسلمان حکمرانوں کو زیر کرنے کا قصد کیا۔ چنانچہ اس نے بیجاپور پر سنہ ۱۶۸۶ء میں قبضہ کر لیا۔ اور سیرا کو سلطنت دہلی کے

[illegible] درگاہ قلی خاں مامور ہوا تھا یہ شخص [illegible] میں اس منصب پر مامور کیا گیا تھا

قلی خان کے بعد اسکا بیٹا عبدالرشید خان نائب السلطنت کے منصب پر مامور کیا گیا۔ فتح محمد عبدالرشید خان کے دربار میں ملازم تھا۔ اور سعادت اللہ خان نواب آرکٹ کیساتھ جنگ کرنے میں فتح محمد اور عبدالرشید خان دونوں مارے گئے۔ دکن میں جو صوبہ دار یا نائب عبدالرشید خان کے بعد مقرر کیا گیا۔ اس نے فتح محمد کے بچوں اور بیوی کو بہت ستایا اور اپنے ملک سے نکال دیا۔

فتح محمد کا مفلوک الحال خاندان دکن کو خیرباد کہہ کر بنگلور میں جا بسا۔ جب اسکا بڑا شہباز سن بلوغ کو پہونچکر ہوشیار ہوا۔ تو اس نے بنگلور کی فوج میں ملازمت کر لی۔ مگر اپنی حسن لیاقت سے جلد ترقی کے منصبداروں میں داخل ہو گیا۔ سیکڑوں سواروں اور ایک ہزار سپاہیوں کی منصبداری ملگئی۔ جب میسور کے دیوان نے قنجہ دیوان ہالی کو جو بنگلور سے ۲۰ میل شمال کو واقع ہے فتح کرنیکے لئے ایک فوج روانہ کی تو اسمیں شہباز کے سوار اور پیادے بھی شامل کئے۔

جب شہباز اس مہم میں شریک تھا تو اس سے اسکا بھائی حیدر علی بھی آملا۔ اگرچہ حیدر علی اسوقت فوج میں ایک والنٹیر کی حیثیت سے کام کرتا تھا۔ لیکن اپنی مردانگی اور بہادری سے اُسنے بڑا نام پیدا کر لیا تھا۔ اگرچہ اس زمانہ میں اسکے اطوار پسندیدہ نہ تھے اور رات کے کہنے با تونکا شوق تھا وہ برے اشغال میں مبتلا رہتا تھا۔ تاہم نشہ زور اور ریکا لنکا رہی تھا۔ وہ جاہل مطلق تھا اسے انکے نام لکھنا بھی نہیں آتا تھا۔ اور نہ اس نے عمر بھر پڑھنا لکھنا سیکھا اس زمانہ میں بہت سے چھوٹے چھوٹے راجہ مہاراجے۔ نواب اور امرا صرف کاغذات پر دستخط کرتے یا اپنی مہر لگانے پر ہی اکتفا کیا کرتے تھے (دیکھو) آجکل بھی ہندوستان میں صوبہ اڑیسہ میں چھوٹے چھوٹے حکمران جاہل مطلق ہیں جو اپنی مہر اپنے ملکی کاغذات پر لگاتے ہیں۔ بعض مہر میں مور۔ بعض میں شیر کا سر بعض میں شنکھ اور بعض میں کسی اور چیز کی تصویر ہوتی ہے۔

اس زمانہ میں ریاست میسور کا وزیر نانراج تھا وہ حیدر علی سے اسکی دلاوری اور مردانگی کے باعث بے حد خوش ہوا۔ اس نے حیدر علی کو ایک چھوٹی سی فوج کا کمانیر بنا دیا۔ اور ناصر جنگ نظام الملک کے حکم کے موافق تھوڑے ہی عرصہ بعد آرکٹ کو ایک فوج روانہ کی گئی تو نانراج کا بھائی اور حیدر علی دونوں اسکے سپہ سالار مامور کئے گئے۔

گئے۔ اورنگ زیب کے جانشینوں نے کوئی لائق اور جو حصہ مند شخص نہیں تھا اس سبب سے مغلیہ
قوت کو زوال ہونے لگا۔ یہانتک جنوبی ہند میں مغلونکے جو صوبہ دار تھے وہ یا خود مختار بن بیٹھے یا
مرہٹوں اور پٹھانوں کی فوج سے دب کر رہنے لگے۔ گویا ایک طرح پر انکے حلقہ بگوش بن گئے
سب سے پہلے نظام ملک نے علم بغاوت بلند کیا اور مغلیہ حکمرانوں کی حکومت سے نکلکر خود مختار
بن بیٹھا۔ نظام الملک کی نسبت مشہور ہے کہ وہ خلیفہ ابوبکر کی نسل سے تھا۔ انکے دو بزرگ
محمد بہاؤ الدین بغدادی بانی خاندان نقشبندیہ نقشبند۔ اور شیخ شہاب الدین سہروردی تھے آخر الذکر
ایک بڑے بھاری صوفی اور درویش کامل گذرے ہیں۔ انکے خاندانکے چند لوگ نواح بغداد سے نقل و سکونت
کر کے ریاست پٹیالہ میں قصبہ سمانا میں آ بسے۔ اس خاندانکا ایک شخص عابد خان نامی شاہی فوج
میں ایک عہدہ دار تھا اور جنگ گولکنڈہ میں مارا گیا۔ اسکے بیٹے شہاب الدین عرف غازی کو شاہ دہلی
نے گجرات کا صوبہ دار مقرر کر دیا۔ غازی کا بیٹا قمر الدین چین قلیچ خان ۱۷۲۴ء میں نظام ملک کے
لقب سے دکن کا نائب السلطنت مقرر کیا گیا اسطرح پر نظام ملک کے خاندان کی بنیاد پڑی

نسب نامہ خاندان نظام

خواجہ عابد قلیچ خان گورنر اجمیر

میر شہاب الدین عرف غازی الدین حاکم گجرات

میر محمود ناصر جنگ — میر آصف الدولہ صلابت جنگ — میر شجاع الملک — میر نظام علیخان — میر ناصر الملک مغل — دختر

میر غازی الدین علیخان جد امجد نواب بادلی — پنجم نظام ۱۷۶۱ و ۱۸۰۳ — بصالت جنگ — چہارم نظام ۱۷۵۹ و ۱۷۶۱ — دوم نظام ۱۷۴۸ و ۱۷۵۰

ہدایت محی الدین مظفر جنگ سوم جنگ ۱۷۵۰ و ۱۷۵۱ — میر سجان علیخان فریدوں جاہ دیگر پانچ فرزند — میر اکبر علیخان سکندر جاہ ششم نظام ۱۸۰۳ و ۱۸۲۸ — میر احمد خان علیجاہ

ایک بڑی بھاری فوج روانہ کی۔ فوج کا سپہ سالار ذوالفقار خان بنایا گیا۔ اور نائب سپہ سالار داؤد خان

جنجی کا قلعہ جنوبی ارکاٹ میں پہاڑی پر واقع ہے یہ قلعہ نہایت مستحکم اور زبردست ہے اس وقت اس قلعہ پر شیواجی کے بیٹے رام جی کا قبضہ تھا یہ قلعہ ۱۶۹۸ء میں فتح کیا گیا تھا۔ لیکن چونکہ اسکی آب و ہوا خراب تھی اسلئے پایہ تخت ارکاٹ میں رکھا گیا صوبہ ارکاٹ کا صوبہ دار قاسم خان مقرر کیا گیا لیکن اسے ایک شخص نے قتل کر دیا۔ اسکے بعد ذوالفقار خان صوبیدار بنایا گیا اور اسکے بعد داؤد خاں۔ داؤد خان ایک زبردست شخص تھا اور دہلی میں تخت کے وارثوں میں نزاع پیدا ہوا تو شاہ عالم نے اسے اپنی امداد کیلئے دہلی بلا لیا اس نے بڑی کوشش اور جانفشانی کیساتھ شاہ عالم کو تخت شاہی پر بٹھایا اسکی غیر حاضری ارکاٹ کی صوبیداری محمد سعید عرف سعادت اللہ خان کے سپرد کر دی گئی تھی۔ یہ شخص ۱۷۱۰ء سے ۱۷۳۲ء تک بڑی کامرانی کے ساتھ حکمرانی کرتا رہا۔ لیکن اسکے کوئی بیٹا نہ تھا۔ اسلئے اسکی وفات پر مسند صوبہ داری پر اسکا بھتیجا دوست علیخان بٹھایا گیا۔ دوست علیخان نے میسور پر چڑھائی کی۔ لیکن راجہ چک کرشنا راج کے مقابلہ میں منہ کی کھائی دوست علیخان کے زمانہ میں اسکے داماد حسین دوست خان جو چندا صاحب کے نام سے مشہور ہے مکر و فریب کے ذریعہ سرزمین ترچناپلی پر قبضہ کر لیا۔ آخر کار انگریزوں کے حلیف فرانسیسوں کی طرف داری کی دوست علی کے بعد ارکاٹ کی نوابی صفدر علی کو ملی مگر یہ شخص ۱۷۴۲ء میں قتل کر دیا۔ اسکے صغیر سن بیٹے محمد سعید کو نظام الملک آصفجاہ نے ارکاٹ کا نواب بنا دیا لیکن اسے حریفوں نے ایک ہی سال کے اندر تہ تیغ کر دیا اسکے بعد اسکا نائب انوارالدین کو نظام الملک کی مدد سے ارکاٹ کی نوابی ملگئی

ارکاٹ کے نوابوں کا شجرہ

محمد سعید عرف سعادت اللہ خان ۱۷۳۲ء

دوست علیخان جو سعادت اللہ خان کا بھتیجا ۱۷۳۲ء–۱۷۴۰ء

دختر جو حسین دوست خان عرف چندا صاحب کو بیاہی گئی تھی

صفدر علیخان جو قتل کیا گیا ۱۷۴۰ء و ۱۷۴۲ء

محمد سعید خان ۱۷۴۲ء و ۱۷۴۴ء

انوارالدین ۱۷۴۴ء و ۱۷۴۹ء

والاجاہ محمد علی ۱۷۴۹ء - ۱۷۹۵ء

محفوظ خان

۱۷۹۵ء ۱۸۰۱ء

نام بھی باقی نہیں رہا کیونکہ انکا چراغ گل ہوگیا البتہ سوا الور کے نواب کے خاندان میں ابھی تک حکمرانی چلی آتی ہے۔ صوبہ بمبئی ضلع دھارواڑ میں اسی خاندان کے ایک شخص کے پاس پچیس مواضعات کی املاک اب بھی ہے اسے نواب کا خطاب بھی حاصل ہے اور املاک کی آمدنی کوئی ۴۷۰۰ پونڈ سالانہ ہے آجکل ایک پونڈ پندرہ روپیہ کے برابر ہے مزید برآں ایک ہندو راجہ بھی تھا جسکا نام مراری راؤ گھورپارہ تھا۔ مراری کے خاندان میں راجہ سندور ہے جسکی ریاست اسمعیل گڑھ ارامنی میں ہے اور صوبہ مدارس کے ضلع بلاری میں واقع ہے آمدنی ریاست کوئی ۵۰۰۰ پونڈ تھے

یہ سب نواب اور مراری راؤ نام کے تھی اور نظام دکن کے ماتحت اور باجگزار تھے۔

ان بے ربط واقعات سے جو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ ناظرین کو آیندہ واقعات کے سمجھنے اور ذہن نشین کرنے میں بڑی مدد ملیگی۔ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں - کہ قمر الدین نے جو نظام الملک تھا ۱۷۴۸ء میں قضا کی اپنے نواسے مظفر جنگ کو اپنا جانشین قرار دیا تھا لیکن اسکا بیٹا ناصر جنگ جو ایک صاحب حوصلہ شخص تھا یہ بات کب گوارا ہو سکتی تھی کہ وہ نظام الملک کے منصب پر مامور کیا اور اسکی بہن کا بیٹا نائب السلطنت کی مسند پر بیٹھ کر حکمرانی کرے اور یہ اسکا ماتحت اور حلقہ بگوش رہنا پڑے اس سے ناصر جنگ اور مظفر جنگ دونوں میں نظامت کیلئے جھگڑا ہوا خوش قسمتی سے ناصر جنگ اپنے باپ کی وفات کے وقت دکن میں موجود تھا اور مظفر جنگ شاہ دہلی کے دربار میں تھا اس سے موقع پاکر ناصر جنگ مسند نظامت پر بیٹھ گیا۔ اس نے نواب کڈپا - کرنول - سوانور اور مراری راؤ سے امداد مانگی مزید برآں اس نے راجہ میسور سے بھی مدد کی درخواست کی جو برائے نام نظام کا باجگزار تھا ارکاٹ سے محمد علی اور انگریزوں کی طرف سے میجر لارنس صاحب معہ ایک فوج کے ناصر جنگ کی امداد کیلئے روانہ کیے گئے۔

دوسری طرف سے مظفر جنگ کی سپاہ تیار ہوئی اسکی مدد پر چندا صاحب معہ سپاہ کے آمادہ ہوگئے۔ فرانسیسوں کی جو انگریزوں سے مخالف تھے ایک فوج مظفر جنگ کی مدد کیلئے کرنیل بسے کی زیر کمان روانہ کی اسمرتبہ پر ہم انگریزوں اور فرانسیسوں کے باہمی نزاع کو قصداً قلم انداز کئے دیتے ہیں - کیونکہ اسکا تعلق مظفر جنگ اور ناصر جنگ کے باہمی نزاع سے نہیں ہے اگر ناظرین

البتہ اس مضمون کے متعلق صرف اسقدر بیان کافی ہوگا کہ فرانسیسی ہندوستان میں اپنی حکومت قایم کرنی چاہتے تھے انہوں نے اسکی بنیاد ڈالدی تھی۔ اور جنوبی ہند کی فرمانروائی حاصل کرلی تھی اس ملک میں انکا دور دورہ تھا انکا گورنر ڈوپلے ایک بڑا جانباز مدبر تھا اگر اسے اپنے ارادوں میں کامیابی نصیب ہو جاتی تو آج ہندوستان میں فرانسیسیوں کا جھنڈا لہراتا ہوتا۔ لیکن اسکی سرکار نے اس کی تجاویز سے بے اعتنائی کا برتاؤ کیا۔ کچھ تو اس سبب سے اور کچھ دیگر یورپین اقوام اور خصوصاً انگریزوں کی رقابت سے اسے اپنے منصوبوں میں کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ اور سلطنت کا خواب جو اس نے دیکھا تھا پراگندہ ہوگیا۔ فرانس کی سرکار نے ڈوپلے کو ۱۷۵۴ء میں واپس بلا لیا۔ اور اسے مورد الزام قرار دیا۔ وہ چند ہی سال بعد مغموم دل شکستہ و مفلوک الحال مرا

انگریزوں اور فرانسیسیوں نے ناصر جنگ اور مظفر جنگ کی امداد انکے حقوق کے لحاظ سے نہیں کی بلکہ اس خیال سے کہ وہ انکی امداد کے صلہ میں انکے فوائد کو ترقی دیں۔ ڈوپلے اچھی طرح جانتا تھا کہ نظام ایک غاصب ہے اور نواب ارکاٹ اسکا ماتحت۔ وہ جب چاہے اسے تخت سے اتار دے اب چندا صاحب ایک حقدار اور جائز فرمانروا تھا۔ اسلیئے اس نے چندا صاحب کی طرفداری کی چندا صاحب ڈوپلے کا ممنون احسان تھا۔ کیونکہ اس نے اسکے خاندان کے ساتھ پانڈی چری میں بڑا اچھا سلوک کیا اور اسے مرہٹوں کی قید سے رہائی دلائی۔ چندا صاحب کی خاطر ہی سے ڈوپلے نے مظفر جنگ کی حمایت کی اور یہی محض اس خیال کی بنا پر کہ شائد ایسا کرنے سے وہ انگریزوں کے اقتدار اور رسوخ کو نواح ہند میں کوئی صدمہ پہنچا سکے۔ اسکی ساری چال یہی تھی۔

ادھر انگریزوں نے ناصر جنگ اور اسکے جانشین محمد علی کی امداد کا بیڑہ اس لیے اٹھایا کہ شاید اس کارروائی سے ڈوپلے کے اقتدار اور رسوخ کو نقصان پہنچ سکے

آخرکار دونوں حریفوں کا میدان جنگ میں مقابلہ ہوا۔ اور پہلے ہی معرکہ میں ناصر جنگ کو فتح نصیب ہوئی اسکی کامیابی کا ایک گونہ سبب فرانسیسی سپاہ کی بغاوت تھی۔ مظفر جنگ شکست کھاکر بھاگا۔ لیکن گرفتار کر لیا گیا۔ البتہ چندا صاحب بھاگ نکلا اور بھاگ کر پانڈیچری جا پہنچا لڑائی ختم ہونیکے بعد ناصر جنگ ارکاٹ کے قلعہ میں چلا گیا۔ لیکن اسکے تھوڑے ہی عرصہ بعد ڈوپلے نے دلاور کرنیل بسے کے زور سے قلعہ جنجی پر قبضہ کرکے پٹھانوں نوابوں کو پھر اپنی طرف مائل کر لیا اس سے

... کے سبب سے قتل کر دیا ۔ اور فرانسیسیوں ... شکست ... ترچناپلی

اسموقعہ پر سپاہ میسور نے مرہٹوں کی جنگ میں خوب ہی جوہر دکھلائے اسموقعہ پر حیدر علی نے اپنے رفیق فرمانبردار کی مدد سے نظام الملک کے خزانہ کو لوٹ لیا ۔ اور فی الفور وہاں سے چلدیا اور میسور جا پہنچا

حیدر علی پھر ۱۷۵۱ء میں میدان جنگ میں نظر آیا ۔ اسوقت میسور کی ایک رسالہ کا کپتان ہو کر دوئی کے حکم سے محمد علی کی مدد کو گیا تھا جس نے ترچناپلی کو راجہ میسور کو دیدینے کا وعدہ کیا تھا اسوقت جو جنگ چھڑی تھی وہ ۱۷۵۴ء میں ایک صلح نامہ کی رو سے جو فرانسیسیوں کے حق میں مفید تھا ختم ہوئی ۔

لیکن اس جنگ میں میسور کی سپاہ کے [illegible] راجہ نے دونوں سے خوب اچھی طرح بچاؤ ۔ انگریزوں اور فرانسیسیوں دونوں سے ملا رہا ۔ مگر آخر کو بالکل فرانسیسیوں کیطرف ڈھلگیا ۔ اس نے ترچناپلی کے حملہ کرنیکے لئے بہت سا روپیہ خرچ کیا مگر اسے اپنے ارادوں میں ناکامی رہی ۔ اور محمد علی دغابازی سے ناخوش ہوکر ۱۷۵۵ء کو میسور کو واپس چلا گیا ۔

اس جنگ میں سب سے زیادہ نفع حیدر علی نے اٹھایا ۔ علاوہ خزانہ حاصل کرنے کے اسنے انگریزوں کی چند توپیں ترچناپلی اور تنجور کے بیچ میں گرفتار کرلیں ۔ اور بہت سی فوج کی طاقت کو بڑھا لیا ۔ اس سے اسکی بہت تعلیمیافتہ اور [illegible] تھا اور [illegible] پاس پندرہ سو سوار اور تین ہزار پیادے ہوگئے ۔ حیدر علی بذات خود جاہل مطلق تھا ۔ لیکن اسے خوش قسمتی سے ایک [illegible] برہمن کھانڈے راؤ ملگیا ۔ جو ایک تعلیمیافتہ شخص تھا ۔ اس سے حیدر علی نے کچھ پڑھا لکھا ۔ اور اس سے اسے لوٹ مار میں بھی بہت مدد ملی ۔

اگرچہ کھانڈے راؤ تعلیمیافتہ تھا ۔ لیکن حیدر اپنی زبردست یادداشت اور دماغی قابلیت کے باعث اسے بہت ہی جلد [illegible] معرکہ دیدیا تھا ۔ میسور کی سپاہ نے جنگ [illegible] سے ۱۷۵۵ء میں علیحدہ ہوگئی تھی ۔ جبکے بعد ہی حیدر علی ڈنڈیگل کا فوجدار بنا دیا ۔ ڈنڈیگل جو صوبہ مدراس کے ایک ضلع مدورا میں واقع ہے اسے ان جھگڑوں کے واقع ہونے سے جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے ۔ کوئی دس پہلے ریاست میسور نے حاصل کیا تھا یہاں ایک زبردست قلعہ تھا ۔ حیدر علی نے یہاں آنکر باتدبیر ہی سے فرانسیسی سپاہی بنائے اور ان کی مدد سے سامان جنگ کا ایک کارخانہ کھولا ۔ اپنے اس نواح کے سرداروں اور امیروں کو لوٹ کر بہت سی دولت جمع کی ۔ اور اپنی فوج کی تعداد بہت بڑھالی اس سے اسکی طاقت بہت بڑھ گئی [illegible] میسور

میسور پر پیشوا کا حملہ

سپاہ میسور نانراج کی سپہ سالاری میں ان جھگڑوں میں مصروف تھی جنکا ذکر اوپر ہو چکا تو نظام اور صلابت جنگ نے کرنیل بسی کی امداد سے جس کی جوانمردی کے فسانے اور کارنامے دکن میں مشہور تھے۔ سرنگاپٹم پر چڑھائی کر کے بقایا خراج کے عوض ایک بڑی بھاری رقم طلب کی اس رقم کا ایک ثلث بروقت تمام فراہم ہو سکا۔ یہ ایک ثلث اٹھارہ لاکھ کے برابر تھا۔ دیوراج وزیر ہر طرح پر کوشش کرتا رہا کہ یہ رقم بھی حملہ آوروں کو نہ دیجائے۔ لیکن جونہی کہ اسے یہ خبر ملی کہ مرہٹے میسور پر چڑھائیاں کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ تو اس نے خوف کے مارے کچھ لوٹ مار سے کچھ ذریعے فراہم کیا اور کچھ روپیہ کے عوض شاہی جواہرات بیگر [illegible] کے حوالے کر دیئے۔ مرہٹوں کی چڑھائی کی خبر درست نکلی کیونکہ ماہ مارچ ۱۷۵۷ء کو بالاجی باجی راؤ پیشوا نے یکایک پایۂ تخت میسور کو آگھیرا۔ اور اس نے کچھ رقم کا مطالبہ کیا۔ جسمیں سے [illegible] روپیہ اسی وقت ادا کیا گیا۔ اور باقی رقم کی کفالت میں چند اضلاع انکے سپرد کر دیئے گئے

اسی اثنا میں دیوراج اور نانراج میں جھگڑا پیدا ہو گیا جس کے باعث [illegible] میسور طلب کیا گیا۔ جب وہ وہاں پہنچا تو فوج کو تنخواہ نہ ملنے کے سبب بغاوت پر آمادہ پایا۔ اس نے تو جلکو بڑی مشکل سے اور [illegible] باتوں سے قابو میں کیا۔ جن لوگوں کے حقوق اور دعوے سچے تھے۔ انکو روپیہ دیا۔ اور چار ہزار سپاہ کو تخفیف میں ڈالدیا۔ اور انکے بانیوں کو گرفتار کر کے انکا مال و متاع ضبط کر لیا۔

جب مرہٹوں کی سپاہ اپنے ملک کو واپس چلی گئی تو حیدر علی نے بمشورہ چند رفیقوں کے ضلع [illegible] کی مالگذاری ادا کرنی نہیں [illegible] کی۔ اسپر پیشوا [illegible] ہو گیا اور اس نے ایک جماعت گوپال ہری کی سپہ سالاری میں [illegible] کو روانہ کیا [illegible] میسور کے ملک میں شامل کر لئے [illegible] گوپال ہری [illegible] میسور کی سرزمین میں [illegible] کر کے سرنگاپٹم اور چیناپٹم پر قبضہ کر لیا۔ [illegible] حیدر علی [illegible]

کی یاد دیا۔ اسکے بعد چند عرصہ تک دونوں فوجیں ایک دوسرے سے لڑتی بھڑتی رہیں۔ لیکن آخرکار مرہٹہ راجہ اپنے حریف اور مدمقابل حیدر علی کی چالوں اور چستی و پھرتی سے عاجز آگیا۔ اس نے اپنی فوج واپس بلالی۔ مگر اس شرط پر کہ ریاست میسور بتیس لاکھ روپیہ اپنے مصارف جنگ کے عوض ادا کرے۔ سولہ لاکھ روپیہ تو جبریہ ٹیکس لگانے سے بہت جلد وصول ہو گیا اور باقی سولہ لاکھ کا ذمہ حیدر علی کیطرف مرہٹہ ساہوکاروں نے لے لیا۔ اور ضلع پونہ حیدر علی کو خراج وصول کرنیکے لیئے دیدیا گیا۔ جب مرہٹوں کی سپاہ واپس چلی گئی تو حیدر علی سرنگاپٹم پہنچا وہاں کے راجہ سے فتح حیدر بہادر کا خطاب حاصل کیا۔ یہ خطاب حیدر علی کو اسکی حسن خدمات کے صلہ میں عطا کیا گیا تھا اس سے پہلے وہ صرف حیدر نائک نام سے مشہور تھا۔ مگر خطاب ملنے کے بعد وہ اس خطاب کو ان تمام باتوں کیساتھ استعمال کرتا رہا۔ جو اس نے دوسرونکو عطا کی تھیں

شجرہ خاندان پیشوا

بالاجی وشواناتھ ساکن سری وردھن واقع چپلون سنہ ۱۷۱۴ و ۱۷۲۰ء

چمناجی

باجی راو بلال سنہ ۱۷۲۰ و ۱۷۴۰ء

رگھوناتھ راؤ عرف رگھوبا سنہ ۱۷۷۳ و ۱۷۸۲ء

بالاجی باجی راو سنہ ۱۷۴۰ و ۱۷۶۰ء

باجے راؤ رگھناتھ ۱۸۱۹ء — معزول کیا گیا

نرائن راؤ سنہ ۱۷۷۲ و ۱۷۷۳ء — قتل کیا گیا

مادہو راؤ سنہ ۱۷۶۱ و ۱۷۷۲ء — معزول کیا گیا

وسولس سنہ ۱۷۶۱ء کو جنگ پانی پت میں مارا گیا

دہندو پانتھ عرف ناناصاحب یہ متبنے تھا — انگریزوں سے ۱۸۵۷ء کے غدر میں باغی ہوگیا تھا

مادہوراؤ نارائن سنہ ۱۷۸۳ و ۱۷۹۵ء

باب ۴

حیدر علی کا زور پکڑنا اور فتح بیدنور

کی طاقت کو ضعف پہونچائے تاکہ ملک کی حکومت اسکے بیٹے کو ملجائے حیدر علی اسوقت سپاہ میسور پر پورا قابو یافتہ ہوگیا تھا۔ رانی نے اسکی ذات سے فائدہ اٹھاکر نانراجکو برطرف کرنے کی تدبیر سوچی۔ یہ بات ایک مشہر کھانڈے راؤ کی مدد سے اسے حاصل بھی ہوگئی۔ لیکن دراصل فوجکی سپہ سالاری حیدر علی کے ہاتھوں میں تھی۔ جو نصف ریاست کی مالگذاری بھی وصول کیا کرتا تھا اسلئے راجہ کو اگرچہ نانراج کے پنجہ سے خلاصی ہوگئی۔ تاہم اسے ایک دوسرے شخص (حیدر علی) کا دست نگر بنکر رہنا پڑا۔

جب رانی نے دیکھا کہ میرے بیٹے کی وہی مثل ہوئی کہ ایک آفت سے نکلکر دوسری میں مبتلا ہوگیا۔ تو اس نے کھانڈے راؤ سے مشورہ لیا اور یہ قرار پایا کہ مرہٹوں کی امداد بغیر کامیابی مشکل ہے۔ چنانچہ اسکے لیئے کارروائی کی گئی۔ اور ایک موقع پر جب حیدر علی سرنگاپٹم میں تھا۔ اور اس کی بہت سی سپاہ مغربی گھاٹ کی بالائی حصہ میں مصروف کارزار تھی تو اسپر یکایک چڑھائی کی گئی۔ اگرچہ حیدر علی بے خبری میں دشمنوں میں محصور ہونیکے باعث گھبرا گیا تاہم اسنے اپنے حواس کو جمع کرکے وہاں سے بھاگ جانے کی تدبیر سوچی۔ اور اپنے خاندانکو میں چھوڑ کر بجات تمام معہ چند نمک خوار جاں باز رفیقونکے گھوڑے پر سوار ہوکر بھاگ آیا۔ چوبیس گھنٹے ۹۸ میل طے کر گیا۔

حیدر علی کو اپنی زندگی میں یہ ایک بڑا نازک موقع پیش آیا تھا اسکا مال و زر اور توپ خانہ سب کچھ غنیم کے قبضہ میں آگیا اسے صرف اس فوج سے کچھ توقع تھی جو اسکے سامنے مخدوم علی کی سپہ سالاری میں ضلع ارکاٹ میں جنگ کر رہی تھی۔ خود بھی کھانڈے راؤ نے حیدر علی ہی کی بدولت نام نمود اور مال و دولت پیدا کیئے تھے اسوقت اس نے ارادہ کر لیا تھا کہ حیدر علی کی فوج ارکاٹ میں اسے تباہ و مال کریں مگر حیدر علی کا نصیبہ روز بر تھا۔ اسکے اقبال کا ستارہ چمک رہا تھا۔ جب کھانڈے راؤ مرہٹونکی امداد سے حیدر علی کی سرکوبی کی فکر کر رہا تھا تو پیشوا کی فوج احمد شاہ ابدالی کی سپاہ سے میدان پانی پت میں جنگ کر رہی تھی۔ یہ ۱۷۶۱ء کا واقعہ ہے کھانڈے راؤ اپنے منصوبے کا منتظر رہا تھا کہ پانی پت سے پیشوا کی شکست کی خبر آئی۔ اسلیئے مرہٹہ سپاہ جو ریاست میسور میں ولیاجی پنڈت کی سپہ سالاری میں مقیم تھی وہ فی الفور پونہ طلب کیگئی۔ کھانڈے راؤ حیدر علی

جب حیدر علی کے سر پر سے آفت ٹل گئی اور اسے کچھ اطمینان حاصل ہوا۔ تو وہ مع فوج کے کھانڈے راؤ پر چڑھ آیا۔ اسوقت کھانڈے راؤ نان جان گڈ میں تھا جو سرنگا پٹم سے ۲۹ میل جانب جنوب واقع تھا۔ آخرکار حیدر علی کو شکست ہوئی اسوقت حیدر علی نے نانراج سے جو سابق میں ریاست میسور میں وزیر اعظم تھا امداد طلب کی۔ مگر وہ شخص صاحب اختیار نہ ہونے کے باعث حیدر علی کو دلوائی یعنی سپہ سالار کا خطاب تک نہ دے سکتا تھا۔

حیدر علی نے ایسی وفاداری کا اظہار کیا۔ اور نانراج کو وہ سبز باغ دکھائے کہ اس نے حیدر علی کو دلوائی کا خطاب دیدیا۔ خطاب کا ملنا تھا کہ حیدر علی نے سرنگا پٹم کی سپہ سے مٹ بھیڑ کی ٹھان لی۔ مگر کھانڈے راؤ نے اسکا داؤ نہ چلنے دیا۔ اور حیدر علی کی تباہی میں کوئی گھڑی ساعت باقی نظر آنے لگی۔ لیکن اسوقت حیدر علی نے ایک بڑی ہی بیش بہا چال سوچی اسنے نانراج کی طرف سے نانراج کے افسروں کے نام جعلی خط روانہ کئے کہ حسب قرارداد سابقہ کھانڈے راؤ کی اطاعت قبول کرلو۔ یہ خط اس نے سیدھے کھانڈے راؤ کے پاس بھجوادیے۔ خطوں کے پڑھتے ہی کھانڈے راؤ کے دل میں شبہ پیدا ہوا کہ کہیں اسکے خلاف سازش تو نہیں ہو رہی ہے یا کیگئی ہے۔ ایسے وہ نانراج کی فوج کو چھوڑ چھاڑ سیدھا سرنگا پٹم بھاگ گیا۔

کھانڈے راؤ کے فرار ہونیکی خبر سنتے ہی حیدر علی نے اسکی فوج پر دھاوا بولدیا اور تاراج کیا۔ فتح حاصل کرکے سامان جنگ۔ مال اسباب اور توپوں پر قبضہ کر لیا کھانڈے راؤ کی بہت سی پلٹنیں اپنے آپ حیدر علی کی اطاعت قبول کرکے اسکی طرف دار بنگئیں۔ اسکے بعد حیدر علی چند ماہ تک ان قلعوں کے زیر کرنے میں جو پہاڑی دروں کے دامن میں واقع تھے اور جنپر کھانڈے راؤ کا قبضہ تھا مصروف رہا۔

ان معرکوں کے دنوں میں اس نے اپنی فوج اور رفیقوں کی تعداد بہت کچھ بڑھالی اور جب وہ اپنی طاقت کو مضبوط کر چکا تو اسنے سرنگا پٹم کے سامنے اپنی سپاہ کو دریائے کاویری کے کنارے جاکر مقیم کیا۔ چند دن تک بیکار پڑا رہنے کے بعد اس نے ایکدن مع فوج کے دریا کو عبور کرکے دھاوا بولا۔ چنانچہ کھانڈے راؤ کے لشکر کو بھگا دیا۔ کھانڈے راؤ کی سپاہ غنیم کی یوں تند چڑھائی سے گھبرا گئی۔ اور ادھر ادھر بھاگ نکلی اور تھوڑا ہی دیر بعد اس نے

راجہ کے ذاتی اخراجات کا کفیل ہوگیا اور اس سے درخواست کی کہ فریبی کھنڈے راؤ اسکے رحم پر اسکے حوالہ کردیا جائے۔ حیدر علی کی محل کی مستورات نے بھی کھنڈے راؤ کی سفارش کی۔ مگر کسی کی ایک نہ چلی۔ حیدر علی نے ان سے کہا کہ میں اسی طرح مزاجداری اور خاطر کرونگا جسطرح کوئی شخص طوطے کی کرتا ہے اس نے کھنڈے راؤ کے حاضر ہونیپر اپنے وعدے کیمطابق جو محل کی مستورات سے کیا تھا۔ کھنڈے راؤ کو ایک آہنی پنجرے میں بند کردیا جسمیں آخر دم تک محبوس رہا۔ اسے روزمرہ چاول اور دودھ کھانے کیلئے دیا جاتا تھا۔

نواب صلابت جنگ ایک ادنے لیاقت کا آدمی تھا جسکے دو چھوٹے بھائی تھے۔ ایک بسالت جنگ اور دوسرا نظام علی خان۔ نظام علیخان نے صلابت جنگ کو ۱۷۶۱ء میں معزول کرکے قید کردیا۔ بسالت جنگ سرحد میسور پر ضلع ادونی کا حاکم تھا وہ بھی اپنی حدود سلطنت کو وسعت دینے کی تاک میں لگا ہوا تھا اسنے قصبہ سیرا پر قبضہ کر لینے کا ارادہ کیا۔ لیکن چونکہ چار پانچ سال سے اسپر مرہٹوں کا قبضہ تھا اور انکے مقابلہ میں بازی لیجانا ایک دشوار بات تھی اس نے ہاس کوٹی پر جو بنگلور سے بہت نزدیک تھی چڑھائی کی

حیدر علی کو یقین کامل تھا کہ وہ سیرا پر اگر قبضہ کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا۔ اسلئے اس نے بسالت جنگ کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ تین لاکھ روپیہ لیکر اسے سیرا کا نواب مقرر کردے اور ساتھ حیدر علی خان بہادر کا خطاب بھی عطا کرے مگر بسالت جنگ صاحب اختیار نہ تھا اسلئے وہ اسے یہ خطاب عطا نہیں کرسکتا تھا۔ تاہم بعد میں حیدر علی نے کھلم کھلا یہ خطاب اپنے نام ساتھ استعمال کرنا شروع کردیا۔

خیر بسالت جنگ نے سیرا پر بھی قبضہ کرلیا اور جب قبضہ کرنیکے بعد وہاں سے چلا گیا تو حیدر علی نے چکبالاپور رایدرگ۔ ہرپن ہلی اور چیتل درگ کے خودمختار سرداروں کو اپنا مطیع بنانا چاہا اسمیں اسکو کم حقہ کامیابی حاصل ہوگئی اور مذکورہ بالا سرداروں نے اسکی اطاعت قبول کرلی اور اسے اخراج دینے پر راضی ہوگئے

جب حیدر علی کا لشکر چیتل درگ کے قریب پڑا ہوا تھا تو اسنے ایک شخص سے مدد مانگی اور کہا کہ حیدر علی اسے راجہ بید نور کی گدی پر بٹھا دے تو اسے اسکی خدمات کے صلے میں بہت کچھ دیا جائیگا

[illegible]

ملکدوئی آجکل میسور کے شمال ومغرب میں ایک چھوٹا سا موضع ہے دونوں بھائیوں نے اس زمانہ کی وحشیانہ رسم کیمطابق انسان کی قربانی کرکے وجیانگر کے راجہ سے یہ حصہ ملک کا حاصل کیا تھا ان کی اولاد نے پایہ تخت دس میل جنوب کودک کاری میں مقرر کیا۔ چنانچہ اسوقت جبکہ اطالیہ کا مشہور سیاح پیٹرو ڈیلا وائی ۱۶۲۳ء کے قریب ہندوستان کی سیر کو آیا تھا۔ اور اس نے اس حصہ ملک کی بھی سیر کی تھی۔ دینکاپا نائک حکومت کرتا تھا۔

یہ سردار فرقہ لنگایت (ہندوؤں کا وہ فرقہ جو شیوجی کے لنگ یعنی عضو تناسل کی پرستش کرتا ہے) میں سے تھا۔ ڈیلا وائی نے اس فرقہ کی عجیب وغریب رسوم بیان کی ہیں ڈیلا وائی پرتگالی سفیر کا لباس پہنے ہوا تھا جسکے اشتیاق کے مارے لوگ اسکی دعوتیں کیا کرتے تھے اس نے ان دعوتوں میں بارہا وہ ناچ دیکھا جسے کولاہاٹل کہتے ہیں۔ اس ناچ کو جوان لڑکیاں ناچتی ہیں۔ انکے ہاتھوں میں لکڑیاں ہوتی ہیں جسے وہ ناچتے وقت ایک دوسرے کے مارتی جاتی ہیں۔ وہ ناچنے میں چکر کھاتی جاتی ہیں۔ یہ ناچ کورگ میں اب بھی ناچا جاتا ہے۔

جب وجیانگر کے خاندان پر زوال آیا اور اسکی طاقت کا شیرازہ پراگندہ ہونے لگا تو ایکاری بھی ایک غیر محفوظ ملک ہوگیا اور سواپا نائک جو اسوقت ایکاری میں حکمرانی کرتا تھا اسنے اپنا پایۂ تخت بیدنور میں قائم کیا یہ ۱۶۴۰ء کا واقعہ ہے۔

بیدنور کوہستانی ملک کے بیچوں بیچ واقع تھا اسکے چاروں طرف گھنا جنگل تھا۔ نائک نے شہر کے باہر بہت دور تک چوکیاں قائم کیں جس سے یہ مسکن ایک باقاعدہ فوج کیلئے قریباً ممکن التسخیر ہوگیا۔ اس ملک میں گھوڑے تو مل سکتے تھے لیکن انکے لئے سامان مثلاً چارہ وغیرہ میسر نہیں آسکتا تھا۔ نائک نے تمام دروں پر فوجی گارد مقرر کردیئے جو نہ صرف حملہ اور کو روکنے کیلئے مقرر کئے گئے تھے بلکہ چونگی کا محصول بھی جمع کرتے تھے۔

سواپا نائک ایک منتظم شخص تھا۔ جس نے عملی طور پر زمین کیحالت معلوم کرنی کوشش کی۔ اور اسکے لئے اس نے کئی کئی فصلیں ایک ایک زمین میں بوئیں اور پیداوار اور نرخ بازار کی حیثیت کیموافق وہ زمین کا محصول معقول طریقہ میں مقرر کرسکا۔ اس کے عہد میں قصبہ کی آبادی اور رونق اور دولت ترقی پر تھی۔ یہانتک کہ اسکا پایۂ تخت نگر کہلانے لگا۔

ہے اصل میں اسکی حکومت کا رقبہ دس ہزار میل مربع تھا مگر اٹھارہویں صدی عیسوی کے شروع میں اس ملک کے حکمران کا کاو جسے نائک کے نام سے یاد کیا جاتا تھا عظمت و اقتدار راجگان میسور سے کہیں زیادہ تھا۔

مالنڈ نائک اس محصور ملک میں جو چاروں طرف سے محفوظ تھا اور بے کھٹکے تھا دو سو سال تک بڑے اطمینان کے ساتھ حکمرانی کرتے رہے مگر نائک سوپا کی وفات کے بعد انہوں نے اپنے ملک سے بڑھانے کی کوشش نہیں کی ۱۷۵۵ء میں نائک بسواپا جو لاولد تھا فوت ہو گیا اس نے اپنے خاندان کے ایک لڑکے کو نابالغ تھا متبنیٰ بنا لیا تھا اس متبنیٰ کا نام چنبیا بسواپا تھا سے بیوہ رانی اور اس کے عاشق نے قتل کر دیا مگر بعد میں ایک شخص نے تخت کا دعویدار بنکر حیدر علی کے پاس امداد طلب کرنے گیا اور اس نے بیان کیا کہ میں وہی شخص ہوں جسکا قتل کیا جانا بیان کیا جاتا ہے میں رانی اور اسکے عاشق صادق کے پھندے سے نکلکر چلا گیا تھا۔

حیدر علی خاندانی حقوق کو نظر حقارت سے دیکھتا تھا وہ بڑا ہی حریص اور لالچی تھا اس نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ بلا تامل اس شخص کو گدی پر بٹھانے سے بید نور پر فوج لیکر چڑھ گیا وہ ۱۷۶۳ء کے شروع میں ایک مہم تیار کرکے چلدیا اور شموگا پر قبضہ کرکے جہاں اسنے چار لاکھ روپیہ ہاتھ لگا کسی کیطرف بڑھا کسی میں اسے سابق فرمانبردار کا وزیر قید میں ملا اس شخص کی رہبری اور رہنمائی سے حیدر علی اس جنگلی ملک میں ہوکر پایۂ تخت تک پہنچا۔ جو کسی اور پایۂ تخت کے بیچ میں واقع ہے

رانی نے حیدر علی کی چڑھائی کا حال سنا اور اسپر ایک قسم کی حیرت سی چھا گئی اور اس نے بھاگ جانے کا ارادہ کیا۔ اس نے حیدر علی کو فوج واپس لے جانے کی غرض سے دو مرتبہ بہت سا روپیہ نذر کیا۔ مگر حیدر علی نے قبول نہ کیا۔ بلکہ فوج کو آگے ہی بڑھاتا گیا۔ یہانتک کہ رانی مارے خوف کے وہاں سے بھاگ گئی اور بلال رائے درگ پہنچی۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ بلال رائے درگ نہیں۔ بلکہ کوارگ بھاگ گئی تھی۔

حیدر علی نے اپنے رہنما کے کہنے کے مطابق ایک چھوٹا سا حملہ کرنے کا حکم دیا اور خود معہ

مسعدی للیسائٹہ کوشش کرکے آگ بجھائی۔ اور شہر کے خاص مکانوں اور محل میں قفل لگوا دیئے۔

حیدر علی کو اس شہر میں سے ایک کروڑ بیس لاکھ روپیہ کا مال ملا۔ اور اسی رقم سے اس نے اپنی آئندہ شان و عظمت کا منہ دیکھا اس نے بلال رائے و رنگ سے رانی اور اسکے عاشق کے گرفتار کر کے منگایا اور اسکا اور اسکے بھتیجے سوماسیکارا کا فیصلہ کیا۔ اس بھتیجے کو اس نے ریاست میسور کے مشرقی حصہ یعنی ایک پہاڑی قلعہ مدگیری میں مقرر کر دیا۔

حیدر علی نے بیدنور کا نام حیدر نگر رکھا اور اس نے اسے پایۂ تخت مقرر کرنے اور ایک ٹکسال کھولنے کی تجویز کی۔ ایک محل اور ایک اسلاح خانہ بھی تجویز کیا گیا اور ساحل سمندر پر جہازوں کے بنانے اور رفع کیلئے ایک بندر اور کارخانہ بھی کھولا جانا تجویز کیا گیا۔ لیکن وہ وہاں سخت بیمار ہو گیا لوگوں نے سازش کر کے قتل کا ڈھنگ ڈالنا چاہا اسنے تین سو سازشیوں کو قتل کرایا۔ اور بغاوت بھی رفع کر دی۔ لیکن اسے بعد میں غور و فکر سے معلوم ہوا۔ کہ اس چھوٹی سی جگہ میں رہنے سے میسور خاص سے اسکا رعب و داب اٹھ جائیگا۔ اسلئے وہاں پایۂ تخت مقرر کرنے اور دیگر باتوں کی تجویز ملتوی کیگئی۔

باب ۵

مرہٹوں کا دوسرا حملہ میسور پر

حیدر علی خوب جانتا تھا کہ مرہٹوں کو میرا اسے نکالدینے اور صلابت جنگ کیطرف سے نواب کا جھوٹا لقب حاصل کرنے کے باعث اس سے نظام اور پیشوا دونوں ناخوش ہو گئے تھے چندا صاحب نے فرانسیسیوں سے مدد سے اپنی سپاہ کو کسی آئندہ جنگ میں نام و نمود و فتح حاصل کرنے کے قابل بنانے کیلئے بہت کوشش کی تھی۔ حیدر علی نے اسکی آڑ لینے کا ارادہ کیا اسلئے اس نے سرزمین ستا کو جو بیدنور کے شمال میں واقع تھی۔ فتح کر کے چندا صاحب کی امداد کرنے پر کمر باندھی

بالاجی باجی راؤ کی وفات پر اسکا بیٹا مادھو راؤ پیشوا ہوا۔ یہ ۱۷۶۱ء کا واقعہ ہے وہ ایک قابل اور

وہ ہر طرح لوار انہیں کر سکتی تھا۔ وہ حیدر علی سے ہر درا سکا بدلہ لیتا۔

مادھوراؤ نے گدی پر بیٹھتے ہی فوجی تیاریاں شروع کیں۔ اور اس نے حیدر علی کے پاس پیغام بھیجا کہ حیدر ملک اسنے غصب کر لیا ہے اسپر سے اپنا قبضہ اٹھا لے۔ دریائے تنگ بھدر کے اس کنارے پر نواب سوانور کا قلعہ دھارواڑ واقع تھا۔ حیدر علی نے مادھوراؤ کی فوجی تیاریاں کا حال سنکر نواب سوانور سے التجا کی کہ وہ اسکا طرفدار ہو جائے لیکن جب اسمیں کامیابی نہ ہو سکی تو اسنے قلعہ دھارواڑ پر چڑھائی کر کے نواب سوانور کا سارا ملک تحس نحس کر دیا اور دھارواڑ پر قبضہ کر لیا۔

مادھوراؤ پیشوا کو حیدر علی اس حرکت پر اور بھی غصہ آیا اسنے سیرا جکے فرمانروا گوپال راؤ کو حیدر علی سپاہ پر حملہ کرنے کیلئے مجبور کیا۔ حالانکہ گوپال راؤ فوج کثیر میدان جنگ میں آیا تھا۔ لیکن حیدر علی قلیل مگر جانباز فوج کے مقابلہ میں شکست فاش کھائی۔

مادھوراؤ پیشوا نے گوپال راؤ کی شکست پر ایک بڑی بھاری فوج حیدر علی کو زیر کرنیکے لئے روانہ کی۔ حیدر علی نے جب جنگ ٹلتی نہ دیکھی۔ تو اپنی سپاہ کو میدان میں لاکر کھڑا کر دیا دونوں فوجوں کا مقابلہ رٹی ہالی کی میدان میں ہوا۔ جو سوانور کے جنوب میں واقع ہے حیدر علی کے پاس تھوڑی تعداد اور جانباز فوج تھی۔ لیکن مقدار میں مرہٹہ سپاہ مقابلہ میں کوئی دسواں حصہ تھی اسلیئے حیدر علی کو شکست نصیب ہوئی۔ اور اسکی سپاہ کا ایک بڑا حصہ میدان جنگ میں کام آیا اس جنگ میں حیدر علی پر سخت آفتیں نازل ہوئیں وہ دل شکستہ معہ ایک رسالہ کے بھاگ کر بدنور پہنچا۔ اگرچہ موسم برسات کے شروع ہو جانے سے مادھوراؤ کی فوج اسکا تعاقب نہ کر سکی تاہم اسنے کچھ دن بعد دریائے تنگبھدر عبور کر کے حیدر علی کو چاروں طرف سے محصور کر لیا یہ دیکھکر حیدر علی نے اپنے خاندان اور خزانہ کو سرنگا پٹم روانہ کر دیا۔ اور مادھوراؤ سے صلح کا جویاں اور طالب ہوا۔

مادھوراؤ نے صلح مندرجہ ذیل شرائط پر صلح منظور کر لی۔

(۱) حیدر علی اس ملک کو فرمانروا مراری راؤ کا تھا اسے اسکے حوالہ کر دے

(۲) سوانور پر مرہٹوں کا قبضہ ہو جانا چاہیے

(۳) تیئیس لاکھ روپیہ اخراجات جنگ کے عوض حیدر علی کو دینا چاہیئے

ملابار کا فتح کیا جانا

اگرچہ حیدر علی کا ستارہ اسوقت معرض زوال میں نظر آتا تھا تاہم اس نے نئے ملک فتح کرنیکا منصوبہ باندھا۔ مرہٹوں کی فتح کے باعث میسور کے جنوبی حصہ میں بغاوت ہو گئی تھی حیدر علی نے بڑی کوشش و جانفشانی سے اس بغاوت کو نہایت جلد فرو کر دیا۔ اور جونہی کہ ذرا سے اطمینان حاصل ہوا اسنے ملابار پر اس حیلہ سے قبضہ کرنے کا ارادہ کیا کہ وہ دراصل ریاست بیدنور کا ایک حصہ تھا اہل یورپ اس قطعہ ملک سے پہلے پہل واسکو ڈی گاما کی سیاحت کے باعث واقف ہوئے تھے۔

اس سرزمین کا نام دراصل کرالا تھا جنوبی ہند کے لوگ کہتے ہیں اسوقت سرزمین پر ایک فرمانروا کا قبضہ تھا جسکا نام پیرومل چیرامن بتایا جاتا ہے۔ یہ فرمانروا دراصل چیرا خاندان کا نائب السلطنت تھا۔ چیرا خاندان کے قبضہ میں وہ ملک تھا۔ جو مغربی گھاٹ کے مغرب کو واقع ہے اور جسکی شمالی حد کنارا کے مقام گوکرنم سے لیکر جنوبی حد واقعہ راس تک تھی کیرالا کا نائب السلطنت ۸۳۱ء میں مسلمان ہو کر مکہ کو چلا گیا۔ روانگی کے وقت اس نے اپنے ملک کو اپنے سرداروں میں تقسیم کر دیا تھا۔

اس نے چیراکل کے سردار کو اپنے ملک کا شمالی حصہ اور اپنا تاج و عصا دیا تھا۔ ذہنیات کے سردار کو جسکا لقب پوناپاوار تھا۔ اور جو ٹراونکور کے راجاؤں کا جد امجد ہوا ہے اس نے جنوبی حصہ دیا تھا۔ پھر چناپالے سردار کو اسنے جو اسکا بیٹا تھا کوچین دیا تھا۔ اور زمورن کو اپنی تلوار اور اسقدر ملک جتنے میں کہ ایک کوتے کے کاؤں کاؤں کرنے کی آواز سنائی دے سکے

جنوبی ہند کے اس حصہ میں ملایا زبان بولی جاتی ہے جو تامل زبان سے بہت کچھ مشابہ ہے اس ملک میں زمانہ قدیم سے یہ دستور چلا آتا تھا کہ فرمانروا کا بیٹا یا بیٹی اسکے بعد گدیکا وارث نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ بہن کا بیٹا یا بیٹی۔ اور اگر بہن کی اولاد نہیں ہوتی تھی۔ تو عورتیں فرمانبردار بنائی

دروازے پر اتار جاتا ہے جس سے دوسرے نکو معلوم ہوجاتا ہے کہ وہ مشترکہ بیوی کیساتھ ہم بستر ہے۔ یہ رسم انہیں پانڈوؤں سے آئی تھی۔ جنکی ایک بیوی دروپدی ہے

اہل عرب اس حصہ ملک کے لوگوں سے قدیم زمانہ میں تجارت کرنے لگے تھے جسکے باعث اس ملک میں اسلام پھیل گیا تھا۔ اور وہاں کی نسل مخلوط ہوگئی۔ وہ نیم عرب اور نیم ہندی تھی اور انکا لقب ماپلا پڑ گیا تھا۔ ماپلا بعضوں کے خیال کیمواقف (والدہ) اور پلا سے نکلا ہے اور بعضوں کی رائے کیمطابق ماوفا اور پلا سے نکلا ہے کیونکہ انکے خیال سے اس قوم کے باپ اہل عرب تھے اس قوم کے لوگ بڑے جفاکش مگر متعصب اور دیوانے ہوتے ہیں

چیرک کال جسے کولاتیری بھی کہتے ہیں اسکے سردار کا ایک شخص باجگذار تھا۔ اسکا نام علی رضا تھا۔ اور وہ قصبہ کننور میں حکمرانی کرتا تھا۔ وہ اپنے سردار کی غلامی سے نکلکر خود مختار ہونا چاہتا تھا۔ اسلیئے اس نے حیدر علی کو اپنی مدد کیلئے بلایا۔ حیدر علی کی فوج نے ۱۷۵۷ء میں زمورن کے خلاف راجہ پالاگھاٹ کی مدد فوج سے کی تھی۔ اسوقت زمورن نے بھی حیدر علی کی فوج سے کام لیا تھا۔ اور اسکے بدلہ میں حیدر علی کو بہت سا روپیہ دینے کا وعدہ کیا تھا جو اسوقت تک ادا نہیں ہو سکا تھا۔ حیدر علی نے ان دونوں باتوں کے باعث اس ملک پر چڑھائی کردی لیکن راستہ ایک گھنے جنگل میں ہوکر جاتا تھا۔ اور غیر قوم اسکی فوج کے گذرنے میں مزاحم ہوتی جسکے باعث فوج کا بہت کچھ نقصان ہوا۔ لیکن بدشواری تمام وہ اس ملک سے نکلکر کالی کٹ جا پہنچا اور زمورن نے اسکی اطاعت قبول کرلی۔ پھر حیدر علی اس سے مہربانی سے پیش آیا اور چار لاکھ روپیہ فوجی اخراجات کے لئے مانگا۔ مگر اسے کسی وجہ سے زمورن کیطرف سے شک پیدا ہوگیا کہ وہ دغابازی کریگا۔ اسلیئے اسنے کالی کٹ پر قبضہ کرلیا۔ اتفاق سے زمورن کو روپیہ ادا کرنے میں دیر لگ گئی اسلیئے حیدر نے اسکو اور اسکے وزیر کو قید کرلیا اور وزیر پر سخت عذاب کئے۔

زمورن نے اس خوف سے کہ کہیں اسکے ساتھ بھی تعرض نہ کیا جائے اپنے مکان میں آگ لگا لی۔ اور اسمیں جلکر مر گیا۔ کوچین اور پال گھاٹ کے سرداروں نے بھی فی الفور اطاعت قبول کرلی۔ حیدر علی نے کالی کٹ کے قلعہ میں فوج متعین کرکے کوئمبتور کا رخ کیا ابھی اسے وہاں گئے ہوئے کوئی تین ماہ گذرے تھے کہ غیر قوم نے بلوا کیا جسکے باعث اسے وہاں دوبارہ جانا پڑا۔

گھیر لیا۔ جسکے باعث وہ نہ آگے بڑھ سکا اور نہ پیچھے ہٹ سکا۔ اگرچہ برسات کے باعث ملک میں سیلاب آرہا تھا اور فوج کو گلے گلے پانی میں ہوکر اور پہاڑوں پر سے گذرنا پڑا۔ لیکن حیدر علی انکے ملک میں جا پہنچا۔ نیر قوم کے قوم باغیوں نے ایک جگہ مورچا باندھ رکھا تھا اور اسکے پیچھے ایک جماعت کثیر تاک میں لگی ہوئی تھی

جسوقت حیدر علی کی ہاری تھکی فوج اس مورچہ کے قریب پہنچی تو باغیوں نے اچانک اس پر حملہ کیا۔ لڑائی شروع ہوئی۔ مگر حیدر علی کی بہت سی فوج کٹ گئی۔ حیدر علی کی فوج میں ایک فرانسیسی افسر تھا وہ بڑا مرد میدان اور قابل سپہ سالار تھا اس نے شکست خوردہ فوج میں سے ایک دستہ انتخاب کیا اور اسے لیکر نیر قوم کا مقابلہ کیا۔ اور فوج کو اس طریقہ سے لڑاتا رہا کہ باغیوں کو شکست ہوگئی۔

جب حیدر علی نے باغیوں پر فتح پائی تو اس نے ظلم سے کام لیا۔ جسقدر باغی جنگ میں گرفتار کئے گئے تھے۔ ان سبوں کو بڑی بے رحمی سے قتل کرایا۔ اور پھانسی دلوائی باقیوں کو قید کرکے وہ میسور کے میدان میں لیگیا۔ جہاں جہاں پہونچتے پہونچتے سینکڑوں جانیں تکلیف اور فاقہ کشی کے مارے ضائع ہوگئیں۔

باب ۷

مرہٹوں کا پھر میسور پر حملہ کرنا

راجہ چکا کرشنا راج ۱۷۶۶ء میں فوت ہوگیا۔ حیدر علی نے اسکے بڑے بیٹے نانراج کو اسکی جگہ گدی پر بٹھادیا۔ مگر اسے کسی قسم کے اختیار نہ دیئے۔ جب وہ میسور واپس آیا تو اسے معلوم ہوا کہ نانراج خود مختار رہنا چاہتا ہے اس پر حیدر علی نے اسکی ذاتی جایداد کو ضبط کرلیا۔ اسکے محل لٹوادیا۔ اور اسکے خانگی امور کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

حیدر علی کو اسوقت یہ نہ سوجا کہ میسور کا حکمران بنتے ہی اسپر سارے مرہٹے جنہوں نے اسے

اگرچہ حیدر علی نے نواب ارکاٹ کے بڑے بھائی محفوظ خان کو اس کے پاس کچھ شرائط لیکر روانہ کیا۔ لیکن اس نے ایک نہ مانی۔ بلکہ آگے ہی کو بڑھتا چلا گیا۔

جب حیدر علی نے دیکھا کہ غنیم چڑھا چلا آتا ہے۔ تو اس نے اسکے روکنے کی تدبیریں اختیار کیں۔ تالابوں کے پشتے توڑ دیئے اور کنوؤں میں زہر گھلوادیا اور کسانوں کو ملک سے بھگا کر کھیتوں کو اجاڑ ڈالا تاکہ پانی اور رسد کی کمی کے باعث غنیم خود ہی لوٹ جائے لیکن ضدی پیشوا نے ہمت نہ ہاری۔ بلکہ کوشش کر کرا کے وہ سیرا جا پہنچا۔ جہاں حیدر علی کا بہنوئی میر علی رضا خان حکمرانی کرتا تھا۔ علی رضا خان نے اپنی کمزوری کے باعث مادھوراؤ کے سامنے سر جھکا دیا اور قلعہ اسکے حوالہ کر دیا۔ اور اسکے صلہ میں گرم کونڈا کا ضلع منظور کر لیا۔ وہ حیدر علی سے پھر گیا اور مرہٹہ غنیم سے جا ملا۔ حیدر علی کو اسکی اس دغا بازی سے بڑی ہی مایوسی ہوئی۔

اس وقت حیدر علی کے حواس باختہ کسی طرح جمع نہیں ہو سکتے اور نہ اسے کوئی تدبیر آتی تھی سوچتے سوچتے اس نے مادھوراؤ کے ایک معتمد سردار رگھوناتھ راؤ کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ مادھوراؤ کو کسی طرح واپس لے جائے۔ اگر وہ واپس کرادے تو مادھوراؤ کو چھتیس لاکھ روپیہ دیا جائیگا۔ جسکا نصف اسنے پیشتر بھیج ہی دیا۔ روپیہ کی مار بری ہوتی ہے اس نے ۱۵ لاکھ روپیہ لے لیا اور باقی ۱۵ لاکھ کی عوض کولار کا ضلع اپنے قبضہ میں کر لیا۔ تھوڑے ہی دن بعد باقی ۱۵ لاکھ بھی ادا کر دیا گیا۔ اور مادھوراؤ اپنے ملک کو واپس چلا گیا۔

باب ۸

نظام اور حیدر علی کی انگریزوں پر چڑھائی

جنگ ۱۷۶۷ء–۱۷۶۹ء

پیشوا کا دوست نظام جو مرہٹوں کے بعد میں خلوت سے نکل کر جلوت میں آیا وہ ابھی جنگ سے کوئی نفع نہ اٹھا سکا اسکے ہاتھ کچھ بھی نہ لگا کیونکہ مرہٹے پہلے ہی گھر کر چکے تھے۔ اگرچہ نظام کی انگریزی کی فوج تھی۔ لیکن جلوت میں آنے پر اسے معلوم ہوا کہ انگریزوں کے ساتھ دوستی

حیدر علی کو اپنی طرف ملا لیا۔ اور جب تک حیدر علی سامان نہ کر سکا تب تک وہ مختلف حیلوں سے انگریزوں کی دوستی کو بالائے طاق رکھنے کی فکر کرتا رہا۔ سامان ہوتے ہی اس نے یکلخت بگاڑ کر لیا

حیدر علی اور نظام کی مشترکہ فوج میں ۴۲۰۰۰ سوار ۲۸۰۰۰ پیادے اور ۱۰۹ توپیں تھیں انکو ساتھ لیکر دونوں زیریں ملک میں اتر گئے۔ اور جاتے ہی کرنیل جوزف اسمتھ پر جو سرحد کی حفاظت کیلئے مع ایک فوج کے وہاں مقیم تھا۔ دھاوا بول دیا۔ حیدر علی نے انگریزی فوج کا سامان رسد بیچ میں روک دیا۔ لیکن کے ہٹنے پر دونوں کی فوج نے ملکر انگریزی فوج پر چنگامہ میں حملہ کیا۔ مگر انگریزی سپاہ نے خوب ہی مردانگی کے ساتھ دونوں حملہ آوروں کا مقابلہ کیا۔ جس میں حیدر علی اور نظام کی بہت سی فوج میدان جنگ میں کام آئی۔

اسی اثناء میں کرنیل وڈ صاحب کو حکم ملا کہ فوج ترچناپلی سے بڑھی تو مالائی چلی جائے جہاں ارکاٹ کے نواب نے مدراس گورنمنٹ کو سامان رسد ملنے کا یقین دلایا تھا۔ مگر دراصل وہاں پر ذرا سا بھی سامان نہیں مل سکتا تھا اور وہ جگہ غیر محفوظ بھی تھی۔ کرنیل اسمتھ نے ایک لڑائی حیدر علی سے لڑنے کے بعد وہاں سے کوچ کر دیا۔ تاکہ سامان جنگ مہیا کر سکے اور کرنیل وڈ سے جا ملے دو انگریزوں اسمتھ اور وڈ کی ماتحت سپاہ میں ۱۰۳۰ سوار ۵۸۰۰ پیادے اور ۱۶ توپیں تھیں اسپر حیدر علی اور نظام دونوں ساتھ ساتھ انگریزی سپاہ پر حملہ کرنیکے لئے بڑھے اور ترمالائی سے چھ میل کے فاصلہ پر ٹھہرے جہاں حیدر علی نے ایک زبردست مورچہ تیار کیا۔ آخر کار ۲۶ ستمبر ۱۷۶۷ء کو دونوں سپاہ کا میدان جنگ میں مقابلہ ہوا اور باوجودیکہ حیدر علی اور نظام کے پاس فوج زیادہ تھی اور لڑائی میں ٹیپو نے بڑی بہادری دکھائی۔ لیکن فتح انگریزوں کی رہی اور انکے دشمن میدان سے بھاگتے وقت ۶۴ توپیں چھوڑ گئے اور مقتولوں کی تعداد جو جنگ میں کام آئے نظام کی طرف ۴۰۰۰ کے قریب تھی۔

موسم برسات نکلتے ہی حیدر علی نے ترپاتور۔ وانمباڑی اور وانیام بدی پر قبضہ کر کے امبور کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ مگر کپتان کیلورٹ نے اسوقت تک کہ کرنیل اسمتھ کے ساتھ کمک آئی اسکا مقابلہ کیا۔ نئی انگریزی فوج جو بیلور سے کرنیل اسمتھ کے ساتھ آئی تھی۔ اس نے

راستہ میں حملہ کر دیا۔ مگر معرکہ میں اس کے کئی افسر کام آئے۔ اور خود اسکا گھوڑا مارا گیا اور بمشکل اپنی جان بچا سکا

حیدر علی ایک تو اپنی شکست کے باعث جنگ جاری نہ رکھ سکا۔ دوسرے نظام کی دغا بازی سے اسے بڑی مایوسی ہوئی۔ کیونکہ انگریزوں نے جونہی کہ نظام کے پاس پیغام بھیجا کہ ایک بڑی انگریزی فوج کرنیل پیچ کی زیر کمان اس کے ملک پر حملہ کرنے کیلئے روانہ کیجاتی ہے۔ اس نے حیدر علی کی دوستی کو خیر باد کہہ کر اسے معرض خطر میں چھوڑ دیا۔ اور خود الگ ہو گیا۔ نظام نے چپکے سے انگریزوں کے ساتھ صلح کر لی اور شمال کی طرف کو چلا گیا۔ مگر حیدر علی نے اپنا توپخانہ اپنے بیٹے ٹیپو کی زیر کمان آگے روانہ کیا۔ اور خود اس کے پیچھے پیچھے چلدیا۔ اور وہ دوں سے اتر کر مغرب کیطرف بڑھ کر ساحل پر قبضہ کر لیا۔ اسکی غیر حاضری میں مالابار کے فیرقہ نے انگریزوں کی تحریک سے علم بغاوت بلند کر دیا۔ انگریزوں نے ایک فوج بھی انکی ہمت بڑھانیکے لئے روانہ کی جس نے منگلور جا پہنچا۔ اور اس پر آسانی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ انگریزی فوج وہاں سے چلتی ہوئی۔ اور سامان رسد۔ توپیں اور خزانہ بھی چھوڑ گئی۔ اسکے بعد حیدر علی اپنے صدر مقام کو واپس چلا گیا۔ اور راستہ میں بیدنور ہوتا ہوا گیا۔ جہاں کے زمینداروں نے انگریزوں کو سامان رسد دیا تھا۔ اس نے ان سے تاوان وصول کیا

جب حیدر علی مشرقی سرحد پر سے چلا گیا۔ تو انگریزوں نے ایک بڑی فوج روانہ کرنے کا قصد کیا۔ جسے یہ حکم دیا گیا۔ کہ وہ ان مقامات پر جو بارہ محل میں واقع ہیں اور وندگل تک چلے گئے ہیں۔ اور جنپر حیدر علی نے قبضہ کر لیا ہے۔ انگریزوں کا قبضہ کرا دے۔ اس کام پر کرنیل ووڈ مامور کیا گیا۔ اس نے ایک ایک کر کے سارے قلعوں پر قبضہ کر لیا اور پھر آگے بڑھکر کرنیل اسمتھ کی فوج سے جا ملنے کی کوشش کی۔ کرنیل اسمتھ کرشناگری پر قبضہ کرنے کے بعد میسور کی طرف بڑھتا جاتا تھا۔ اسنے مولیاگل۔ کولار اور ہوسر پر قبضہ کر لیا تھا۔

کرنیل اسمتھ کے ساتھ مدراس کونسل کے دو ممبر بھی تھے اور اسے حکم دیا گیا تھا کہ جو قلعے فتح کیاجائے اسکی مالگزاری محمد علی نواب ارکاٹ کی صلاح اور مرضی کیموافق وصول کی جائے۔

نواب محمد علی اس عہدے پر حکمرانی کرنا چاہتا تھا۔ جو حیدر علی سے چھینا گیا۔ مدراس کو رخصت ...

فوجی نقل و حرکت میں تاخیر ہونے کے باعث حیدر علی بنگلور جا پہنچا۔ اور انگریزوں کے مقابل میں آگیا۔ اس نے وہاں پہنچتے ہی رات کو مرراجی راؤ کے لشکر پر چھاپا مارا۔ مگر اس میں سے ناکامیابی رہی۔ اس لیئے اس نے اپنے خاندان اور خزانہ کو سونورگ بھیجدیا۔ جو بنگلور سے ۸۰ میل مغرب کو ایک مضبوط مقام تھا۔ اسے یقین کامل ہو گیا تھا۔ کہ بنگلور پر ضرور چڑھائی کی جائے گی۔

حیدر علی نے کرنیل وڈ کی فوج کی پیشقدمی کو روکنے کی کوشش کی۔ مگر اس میں اسے کامیابی نہ ہوئی۔ اسلیئے وہ گھبرا کر وہاں سے بھاگا۔ اور کرم کونڈا اپنے مینوں کے پاس جا پہنچا۔ اور اس سے مدد مانگی۔ وہاں سے مدد لیکر وہ کولار کیطرف بڑھا۔ اسے یقین ہو چکا تھا کہ بنگلور پر حملہ کیا جائیگا۔ اس لیئے اس نے صلح کی درخواست کی۔ اور انگریزوں کو بارہ محل کا علاقہ واپس دینے اور ساتھ دس لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کیا۔ لیکن اس نے نواب محمد علی کو جس سے وہ سخت نفرت رکھتا تھا کچھ بھی نہ دینا چاہا۔ مگر انگریزوں نے قبول نہ کیا۔ بلکہ وہ اس سے بھی زیادہ ملک مانگنے لگے جتنا کہ وہ دینا چاہتا تھا۔ مزید براں وہ اسے نظام کو خراج دینے پر مجبور کرنے لگے اس لیئے پھر جنگ کی تیاریاں شروع ہیں

ہم ذکر کر چکے ہیں کہ مولباگل پر کرنیل اسمتھ نے قبضہ کر لیا تھا جس کے بعد وہ مدراس چلا گیا تھا۔ اسکی غیر حاضری میں کونسل کے دونوں ممبروں نے اسکی فوجکو وہاں سے ہٹا کر وہاں محمد علی کی فوجکو مقرر کر دیا جب حیدر علی کرم کونڈا سے واپس آیا تو اُسنے محمد علی کے کمانیر کو اپنی طرف ملا کر قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ اس پر کرنیل وڈ اس کے مقابلہ کے لیئے بڑھا۔ اسے حیدر علی کی موجودگی کی خبر نہ تھی۔ کرنیل وڈ نے قلعہ کے نچلے حصہ پر قبضہ کر لیا۔ مگر اوپر کے حصہ پر نہ کر سکا۔ صبح ہوتے ہی پیچھے سے حیدر علی کی فوج نے چڑھائی کر دی جس سے انگریزی سپاہ ہوگئی۔ اور وہ میدان سے بھاگنے ہی کو تھی کہ کپتان برک چار کمپنیاں لیکر مدد کو آگیا۔

اس موقعہ پر سپاہ میسور کو شبہ ہو گیا۔ کہ کرنیل وڈ کی مدد کے لیئے کرنیل اسمتھ آگیا۔ کیونکہ کپتان برک نے اپنی سپاہ کو کرنیل اسمتھ کا نام زور زور سے لینے کی ہدایت کی سپاہ حیدر فوراً پیچھے کو ہٹ گئی۔ جس سے کرنیل وڈ کو ایک اچھے موقعہ پر اپنی فوجکو جمادینے کا موقعہ ملگیا۔

مارس نے ملر حیدرعلی کو کرنیل ووڈ نے پسپا کر دیا۔ حیدرعلی کی سپاہ کے پیچھے پہنچتے ہی کرنیل اسمتھ صاحب
پاس سے مدد طلب کی۔ اسلیئے کرنیل اسمتھ وہاں پہونچے۔ حیدرعلی معہ سپاہ کے وہاں سے چلدیا
اسوقت انگریزونکو معلوم ہوگیا۔ کہ حیدرعلی کو وہ اپنی مختصر سی سپاہ سے مغلوب نہیں
کرسکتے اور نہ بنگلور پر قبضہ کرسکتے ہیں۔ اور نہ حیدرعلی کھلے میدان میں مقابلہ کریگا کیونکہ
وہ کبھی یہاں اور کبھی وہاں اپنے رسالہ سمیت اوپر چھاپے مارتا تھا۔ وہ جسطرف کو نکل جاتا ادھر ہی
ملک کو تباہ کر ڈالتا تھا۔ تاکہ انگریزونکو سامان رسد نہ مل سکے گورنمنٹ مدراس کو امید تھی باوجود
رسد کی کمی اور فوج کی قلت کے کرنیل اسمتھ دشمن کو مغلوب کرسکتا ہے۔ اور جب کرنیل
اسمتھ کسی طرح بھی حیدرعلی کو کھلے میدان میں مقابل ہونے پر آمادہ نہ کرسکا تو گورنمنٹ
مدراس اس سے ناخوش ہوگئی۔ اور نواب محمدعلی بھی انگریزونکو وہ مدد نہ دے سکا جیسی
دینے کا اس نے وعدہ کیا تھا۔

مذکورہ بالا وجوہات کے باعث گورنمنٹ مدراس نے کرنیل اسمتھ کو واپس بلالیا۔ اور فوج کی
کمان کرنیل وڈ کے سپرد کردی۔ کرنیل اسمتھ کا میدان جنگ سے واپس ہونا تھا۔ کہ حیدرعلی نے
ہوسکر کا محاصرہ کرلیا۔ اسپر کرنیل وڈ نے بھاری توپوں اور سامان جنگ کو کپتان الگزینڈر کے
پاس بنگلور میں چھوڑ کر جہاں وہ محمدعلی کی سپاہ کی کمان کررہا تھا ہوسکر پر حملہ کیا حیدرعلی نے
خبر پاتے ہی ہوسکر کا محاصرہ اٹھا دیا اور کرنیل وڈ کی قیامگاہ اور بنگلور کے بیچ میں ایک مقام پر
جا چھپا۔ اس نے وہاں سے بنگلور پر یورش کی اور بعد جانکاہ مقابلہ کے وہ انگریزی فوج پر
غالب آیا۔ اور کرنیل وڈ کی توپیں اور گولہ بارود چھین کر لے گیا جنہیں اُسنے بنگلور پہنچا دیا۔
کرنیل وڈ کے جاتے ہی وہاں سے پیچھے ہٹا اتفاق سے حیدرعلی کی فوج نے چاروں طرف سے
گھیر لیا۔ اور انکی فوج پر گولوں کا مینہ برسنے لگا۔ جس سے صفیں کی صفیں برباد ہوگئیں
کرنیل وڈ بھاگتا جاتا تھا۔ اور حیدرعلی کی فوج اسے گھیر گھیر کر مارتی جاتی تھی۔ سامان جنگ
کی کمی کے باعث دیسی سپاہ بالکل ہمت ہار گئی تھی۔ مگر میجر فٹزجیرلڈ جو دفعتًا ناگہانی موجود
تھا۔ کرنیل وڈ کی مدد کے لئے آموجود ہوا۔ جس سے انکی سپاہ بالکل تباہ ہونے سے بچ
گئی بس شکست کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ کرنیل وڈ کو بھی مدراس واپس بلا لیا گیا اور انکی جگہ

نے اپنے نائب فضل اللہ خان کو سرنگا پٹم میں فوج بھرتی کرنیکے لیئے روانہ کیا۔ تاکہ وہ انگریزوں
سے اچھی طرح بدلہ لے سکے۔ جب فضل اللہ خان کافی تعداد فوجکے لیئے بھرتی کرچکا تو اسے حیدر علی
نے ماہ نومبر ۱۷۶۸ء کو ایک سپاہ کثیر کی کمان سپرد کرکے درہ گجل ہٹی پر روانہ کیا کہ وہ وہاں
انگریزوں کی چوکیوں کو تباہ کرکے اپنا قبضہ کرے اور اسکے کوئی ایکماہ بعد حیدر علی نے اپنی باقی
ماندہ فوجکا ایک بہت بڑا حصہ اسکی کمک کے لیئے روانہ کردیا۔

فضل اللہ خان جب وہاں پہنچا۔ تو اسکا کسی نے مقابلہ نہ کیا۔ اور اس نے ان چوکیوں
پر قبضہ کرلیا۔ حیدر علی دوسری جانب سے ضلع کوئمبتور میں داخل ہوکر کرور پر قبضہ کرلیا
اور ایروڈ پر دھاوا کیا۔ حیدر علی جب ایروڈ پر چڑھا چلا آرہا تھا۔ تو کپتان نکسن نے یہ
سمجھ کر کہ فضل اللہ خان چڑھائی کرکے آرہا ہے۔ اسکا مقابلہ کیا۔ حیدر علی کی فوج نے جس میں
۱۲ ہزار سوار اور بہت سے پیادے تھے کپتان نکسن کو شکست دی۔ اسکی فوجمیں کوئی ایسا
نہ رہا۔ کہ جسکے زخم نہ آئے ہوں۔ مزید برآں ایک بڑی جماعت خاک وخون میں تڑپ رہی تھی
حیدر علی نے آگے بڑھ کر ایروڈ پر چڑھائی کرکے قبضہ کرلیا۔ انگریزی نائب کمانیر جو دیناباد میں
مقیم تھا۔ جسنے اس معرکہ سے ایک سال پہلے یہ شرط کی تھی۔ کہ وہ جنگ میں شریک نہ ہوگا۔ اسیر
وعدہ خلافی کے صلہ میں حیدر علی نے چڑھائی کرکے اسے گرفتار کرلیا۔ اور سرنگا پٹم بھیجدیا
جہاں وہ فاقہ کشی اور مصائب کے باعث فوت ہوگیا۔ اسپر حیدر علی نے وہ سارا ملک جو مغربی
گھاٹ کے جنوب میں واقع ہے۔ اور جس پر انگریزوں نے زبردستی قبضہ کرلیا تھا۔
فتح کرلیا۔ اسکے بعد وہ ایک بڑی کثیر سپاہ لیکر مدراس پر چڑھائی کرنے کے لیئے روانہ ہوا
انگریزوں کو بڑا ہی خوف دامنگیر ہوا۔ اور کپتان برک صاحب کو اسکے پاس صلح کا پیغام دیکر روانہ کیا
جسوقت حیدر علی اور کپتان برک میں گفتگو ہوئی۔ تو اس نے یہ سمجھ کر کہ انگریزوں کی دوستی
میں زیادہ نفع ہے نا کہ انکی دشمنی میں۔ شرایط صلح منظور کریں۔ مگر اس نے نواب محمد علی
کے ساتھ کوئی رعایت کرنے سے انکار کردیا۔ کیونکہ اس خودغرض نواب نے بلاوجہ اس کی رعایا
کو لوٹا تھا۔ نواب محمد علی کا مدراس کی کونسل میں بڑا رسوخ تھا۔ اسلیئے اس نامہ وپیغام
[illegible]

[illegible]

چاہا۔ اس نے اپنی فوج کو درّے الفقور میں ہو کر واپس جانے کا حکم دیا۔ اور اپنے ساتھ ۔ ہزار سوار اور کچھ پیادے لیکر مدراس کی طرف بڑھا۔ اور ساڑھے تین دن میں ۱۳۰ میل سفر کر کے مدراس کے پانچ میل اس طرف کوہ سینٹ ٹامس پر جا پہونچا۔ یہاں سے کرنیل کراس نے انگریزوں کے پاس پیغام بھیجا۔ کہ میں انکی شرایط سننے آیا ہوں۔ اسپر اس کے پاس ایم ڈیو پری صاحب کو روانہ کیا گیا۔ اور ملاقات کے بعد گفتگو شروع ہوئی۔

سب سے پہلی حیدر علی کی طرف سے یہ پیش کی گئی۔ کہ حیدر علی اور انگریزوں میں یہ شرط ہو جانی چاہئے۔ کہ اگر مرہٹے دونوں میں سے کسی کے ملک پر چڑھائی کریں تو ملکر اسکا مقابلہ کرینگے۔ چنانچہ گفتگو ختم ہونے پر ۲۹ ماہ مارچ ۱۷۶۹ء کو ایک عہد نامہ ہو گیا جسکی رو سے ایک نے دوسرے کا ملک جسپر کہ جنگ میں قبضہ کر لیا گیا ۔ واپس کر دیا۔ صلح کے وقت کرور پر نواب محمد علی کا قبضہ تھا ۔ مگر صلح ہو جانے کے بعد اسپر حیدر علی کا قبضہ تسلیم کیا گیا۔

اس عہد نامہ میں جسقدر عقلمندی اور فہم فراست کا اظہار حیدر علی کی جانب سے ہوا اس سے صاف طور پر خیال ہوتا ہے کہ وہ ایک مادر زاد مدبر تھا ۔ اور اسکی تدبیریں اور تجویزیں بڑی ہی زوردار اور معقول تھیں۔ مدراس گورنمنٹ کو اسکے مقابلہ میں مدبرانہ حیثیت سے گھاٹا رہا۔ اس عہد نامہ کے متعلق ایک دلخوش کن اور ظرافت آمیز بات جو ایک فرانسیسی مصنف نے حسد سے لکھی ہے یہ تھی۔ کہ حیدر علی نے ایما سے ایک تصویر ظرافتی تیار کر کے فورٹ سینٹ جارج کے پھاٹک پر لگائی گئی تھی جسمیں گورنر اور اسکی کونسل حیدر علی کے پاؤں پر سر رکھے ہوئے تھے اور حیدر علی کے ہاتھ میں مسٹر ڈیو پری کی ناک تھی جو ہاتھی کی سونڈ کی مانند بنائی گئی تھی اور اس میں سے روپیہ گر رہے تھے کرنیل [illegible] کے ہاتھ میں عہد نامہ تھا۔ اور وہ اپنی تلوار کو دو ٹکڑے کر رہا تھا

باب ۹

[illegible]

کا کچھ ایسا یقین ہو گیا۔ کہ اس نے فوج کشی کر کے نواب کڈپہ، کرنول اور میسور کے ماتحت امراء سے خراج وصول کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اس نے ان ملکوں سے خراج وصول کر کے اپنا خزانہ بھر لیا۔ اور پھر پیشوا کی سپاہ کا مقابلہ کرنے کی تیاریاں کیں۔ اور ساتھ ہی انگریزوں کی امداد طلب کی۔ مگر انگریزوں نے اس کی امداد نہیں کی۔ اسلئے حیدر علی کو تن تنہا مرہٹوں کے مقابلہ میں آنا پڑا۔

اگرچہ حیدر علی حوصلہ کر بیٹھا۔ لیکن وہ کھلے میدان میں مرہٹوں کی فوج کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ اسلئے اپنے پایۂ تخت کی طرف واپس چلدیا۔ مگر ملک کو بالکل تباہ و تاراج کرتا گیا۔ اور جب اسے معلوم ہوا۔ کہ مرہٹوں کے ہاتھوں اس کی شان و عظمت خاک میں ملجائیگی۔ تو اس نے انکے پاس صلح کا پیغام بھیجا۔ مادھو راؤ نے اس شرط پر پیغام منظور کر لیا۔ کہ حیدر علی ایک کروڑ روپیہ نقد ادا کرے۔ یہ رقم کچھ تو اس خراج کے تاوان کے طور پر مانگی گئی تھی۔ جو حیدر علی نے مذکورہ بالا امراء سے وصول کیا تھا۔ اور کچھ خود میسور کے بقیہ خراج کے طور پر کیونکہ مادھو راؤ وارث سلطنت بیجاپور کا وارث تھا۔ اس لئے میسور سے خراج وصول کرتا تھا۔

حیدر علی نے اس شرط کو منظور نہیں کیا۔ اس لئے مادھو راؤ فوج لیکر چڑھ آیا۔ اس نے شمالی و مشرقی اضلاع پر قبضہ کر لیا۔ اور خاص خاص قلعوں میں اپنی فوج تعینات کر دی البتہ نجاکل کے قلعہ پر دراز وقت کے ساتھ قبضہ کر سکا کیونکہ وہ ایک مضبوط اور مستحکم قلعہ تھا مگر اس قلعہ پر بھی چیتل درگ کے پالیگار نے نیز ماہ کی جانفشانی کے بعد قبضہ کر ہی لیا مادھو راؤ نے جتنے آدمی اسے قلعہ میں ملے سب کے ناک کان کٹوا دیئے مگر ایک نیر سردار خان جو ایک نڈر اور جانباز شخص تھا اپنی دلیری کے باعث مادھو راؤ کے ہاتھوں ندامت اٹھانے سے بچ رہا۔

مادھو راؤ نے جس طرف کا رخ کیا اسی طرف اسے فتح نصیب ہوئی۔ لیکن وہ دوڑ بھاگ اور فوج کشی کی تکلیف کے باعث بیمار ہو گیا۔ اور فوج کی کمان اپنے نصور راؤ پر مبارک راؤ کے سپرد کر کے پونا چلا گیا۔ تر مبارک راؤ نے اول تو گرم کونڈا فتح کیا۔ اس کے بعد مغرب کیطرف بڑھ کر بہت سے مقامات پر قبضہ کر لیا۔ لیکن اسی اثناء میں جانباز حیدر علی نے بھی بہت

میں حیدر علی نے سو دانند رگ کے پاس پہنچ کر موقع دیکھا کر اس مندر پر قبضہ کرنا چاہا۔ حیدر علی اپنی فوج کو وہاں تک پہنچانے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن مرہٹہ فوج اس پر زبردست پڑی۔ اس لئے اس نے وہاں سے چلے جانے کا ارادہ کیا۔ رات کو وہاں سے ایک جنوبی درے میں ہو کر سرنگا پٹم کی طرف چلدیا۔ مگر اس روز اس نے شراب کثرت سے پی تھی۔ مرہٹہ فوج کو جونہی کہ حیدر علی کی سپاہ کے چلدینے کی خبر لگی۔ اس نے تعاقب کیا۔ اور پیچھے سے گولوں کا مینہ برساتی ہوئی۔ تعاقب میں لگ گئی۔ حیدر علی کی فوج بمشکل تمام چرکولی کی پہاڑی پر پہنچی۔ لیکن اسے مرہٹوں کے رسالہ نے آدبایا۔ اور کاٹ ڈالا۔

حیدر علی نے جو یہ حال دیکھا۔ تو اپنی جان بچا کر تن تنہا وہاں سے بھاگ گیا اور اسکا نائب فضل اللہ خان بڑی دقت اور جانبازی کے ساتھ مرہٹوں کو چیر کر نکلا۔ اور دریائے کاویری کو عبور کر کے معہ تھوڑی سی سپاہ کے سرنگا پٹم پہونچ سکا۔ یہ ۸۔ مارچ ۱۷۷۱ء کا واقعہ ہے مندر میلو کوٹ ایک بڑا زرخیز اور دولتمند مندر تھا۔ وہ فرقہ مرہٹی دشمنو پر ہمیشوں کا تھا مرہٹوں نے لالچ میں آکر اُسے خوب لوٹا۔ اس عرصہ میں حیدر علی نے اپنے پایۂ تخت کو مضبوط کر لیا۔ اگرچہ مرہٹوں نے اسکا محاصرہ کیا۔ مگر اسے فتح نہ کر سکے۔ تاہم اس کے بہت سے ملک پر قبضہ کر لیا۔ حیدر علی نے صلح کر کے پندرہ لاکھ روپیہ نقد دیا۔ اور باقی کے عوض کچھ اضلاع رہن کر دیئے۔ اسی عرصہ میں اسے معلوم ہوا کہ کا راجہ نانراج مرہٹوں سے سازرکھتا ہے۔ اس لئے اس نے اسے گدی سے اتار کر اسکی جگہ اس کے بھائی چامراج کو بٹھادیا۔

باب ۱۰

فتح کورگ

جونہی کہ حیدر علی کو مرہٹوں کی بار سے سبکدوشی حاصل ہوئی اس نے اپنے ملک کے دولتمند لوگوں سے [illegible]

کیلئے آمادہ ہو گیا۔ میسور اور مالابار کے بیچ میں ایک پہاڑی ملک واقع ہے جسے کورگ کہتے ہیں۔
حیدر علی نے یہ سمجھ کر کہ اس ملک کو فتح کرنے سے وہ ساحل تک کا مالک ہو جائے گا۔ اس
پر ۱۷۷۳ء میں چڑھائی کی۔

کورگ ایک خوبصورت کوہستانی ملک ہے۔ اسمیں گھنے جنگل پائے جاتے ہیں اس کی
مغربی حد مغربی گھاٹ ہے۔ اسمیں ایک سخت جان اور جنگجو قوم رہتی تھی۔ اور ہر خاندان کا
مکھیا اس خاندان کا فرمانروا سمجھا جاتا تھا۔ وہ کسی مرتفع زمین میں مع اپنے رشتہ داروں اور
غلاموں کے رہا کرتا تھا۔ اس ملک کے رہنے والوں کا مذہب لنگایت تھا۔ اور وہ اپنے کو ذات کا
نشان بتاتے تھے۔ کورگ سترھویں کے شروع تک ایک خود مختار ملک بنا رہا۔ اور لوگ اپنے
رشتہ داروں کے فرمانبردار رہے۔ لیکن سترھویں صدی کے شروع میں ہرک کاری خاندان
کا ایک شخص ایک فقیر کے بھیس میں کورگ میں جاکر آباد ہوا۔

اس گندم نما اور جو فروش شخص نے رفتہ رفتہ لوگوں نے اپنا رسوخ بڑھایا۔ اور انکو اپنا
مطیع و منقاد بنا لیا۔ لوگ اسکی بڑی قدر و منزلت کرنے لگے۔ وہ اسے معقول تحائف دینے
لگے۔ جس کے باعث وہ بڑا دولتمند ہو گیا۔ اور جب وہ کافی قدر و اقتدار حاصل کر چکا اس نے
اپنے کو ہالیری کا فرمانروا بنا لیا۔ اور رفتہ رفتہ اپنے ملک پر اثر ڈالکر وہ سارے کورگ کا فرمانروا
بن بیٹھا۔ کورگ کی سرزمین میں جتنے راجہ تھے۔ سبھوں نے اسکی اطاعت قبول کر لی۔ اور اسے
سالانہ خراج دینے پر راضی ہو گئے۔

تب حیدر علی نے ۱۷۶۳ء میں بدنور پر قبضہ کر لیا۔ تو اسنے کورگ کو اسکا خراج گذار بنا لیا
اسلیئے اس نے ۱۷۶۵ء میں اسکے فتح کرنے کیلئے ایک فوج روانہ کی لیکن ناکامیاب رہا۔ ۱۷۷۰ء
میں کورگ میں وہاں کی گدی کے لیئے ایک تنازعہ تھا۔ اسپر دعویداروں میں سے ایک شخص
نے جسکا نام لنگاراج تھا حیدر علی سے مدد مانگی۔ [illegible] راضی ہو گیا۔ لیکن چونکہ مرہٹوں نے
اسکے ملک پر حملہ کر دیا تھا۔ اسلیئے وہ مدد نہ دے سکا۔ لیکن جونہی کہ مرہٹے اسکے ملک سے واپس
چلے گئے وہ ایک بڑی فوج لیکر کورگ پر چڑھ گیا اور وہ دونوں دعویداروں سے میل کروا کے

باب ۱۱

رگھوبا سے نامہ و پیام۔ راجہ میسور کی وفات۔ فتح بلاری و گٹی وغیرہ

جب حیدر علی ساحل سمندر پر اپنی حکومت از سر نو قایم کرنے میں مشغول تھا۔ تو اس نے ٹیپو کو ان اضلاع کی فتح کرنے پر مامور کیا۔ جو اس سے مرہٹوں نے چھین لئے تھے یہ کام سنہ ۱۷۷۳ء میں ختم ہو چکا تھا۔ اسکے بعد حیدر علی نے اس شرط پر رگھوبا عرف رگھوناتھ راؤ کو اس شرط پر پیشوا تسلیم کرنا چاہا کہ وہ میسور کا سالانہ خراج کم کر کے ۶ لاکھ کر دے مگر نانا فرنویس نے جس کا نام دراصل بالاجی جنار دہن تھا۔ رگھوبا کے پیشوا بنائے جانے کی مخالفت کی اور نرائن راؤ کے بیٹے کو پیشوا کی گدی دلانے کی کوشش کی تاہم حیدر نے اسکی کچھ پرواہ نہ کی کہ حقدار کون ہے۔ کہ آیا رگھوبا یا نرائن راؤ کا بیٹا۔ بلکہ اس موقعہ سے فایدہ اٹھانا چاہا۔

---

[1] بعض مصنفوں کا بیان ہے کہ جب حیدر علی کورگ کی سرحد پر پہنچا۔ تو اس نے ایک کورگی کے سر کے لئے پانسو روپیہ کا انعام مقرر کیا۔ اور کہتے ہیں کہ اس کے پاس ۷۰۰ سر لائے گئے۔ یہ بیان درست معلوم ہوتا ہے۔ اور اسکی مثال میں جنرل اونیبائل کے طرز عمل کو پیش کیا ہے جب یہ جنرل پشاور میں کمانڈر تھا۔ تو اس نے ایک رسالہ کے سردار کو اس شرط پر دو گاؤں دینے کا وعدہ کیا۔ جو ایک سال میں پچاس آفریدوں کے سر اس کے سامنے لائے۔ دیکھو حیات حیدر علی و ٹیپو سلطان کا مصنفہ ایل۔ بی۔ بورنگ۔ سی۔ ایس آئی۔ سابق چیف کمشنر میسور باب ۱ صفحہ ۵۱ کا حاشیہ۔ مسٹر بورنگ لکھتے ہیں۔ کہ جس [illegible] کی روسے یہ دو گاؤں [illegible] ایک شخص کو دیئے تھے۔ اس کی ایک

نہیں بنانا چاہتی تھی۔ اسلیئے ملک میں ہر طرف مالکان اراضی نے علم بغاوت بلند کردیا۔ اور پایۂ تخت سرداد کو تباہ کر ڈالا۔ حیدر علی نے انکو مغلوب کرنیکے لئے بذات خود لشکر کشی کی اور سرغنا تھے۔ انکو گرفتار کرکے پھانسی دی۔ اور ناسانی کے ساتھ بغاوت کو فرو کردیا۔

سنہ ۱۷۷۶ء میں راجہ چامراج فوت ہو گیا۔ حیدر علی نے اسکی وفات کے بعد اسکے خاندان کے بہت سے بچوں کو ایک جگہ جمع کرکے انکے روبرو بہت سی خوبصورت چیزیں کھیلنے اور سنگھار کرنے کی ڈالدیں۔ ان میں سے ایک جسکا نام چامراج تھا۔ ایک خنجر اور ایک پنوا اٹھا لیا۔ حیدر علی نے اسکو راجہ قرار دیکر گدی پر بٹھا دیا۔

اس کے بعد حیدر علی نے بلاری کے راجہ کی جسکا لقب پالیگار تھا۔ ملا بھی ریاست میسور کے شمال و مشرقی سرحد پر واقع تھا۔ اسکا راجہ بسالت جنگ کی دوستی سے منحرف ہو گیا تھا اس لئے اس نے ایم لالی فرانسیسی سپہ سالار کی زیر کمان ایک فوج اسکے مغلوب کرنیکے لئے روانہ کی تھی۔ مگر حیدر علی نے بنہایت سرعت اور مستعدی کے ساتھ لشکر کشی کی اور محاصرہ کرنیوالی فوج پر شیر ببر کی مانند جا پڑا۔ فوجکو شکست دیکر اس قلعہ پر قبضہ کرلیا۔ اور لالی بڑی مشکل سے اپنی جان بچاکر بھاگ گیا۔ وہاں سے حیدر علی گنٹی پر حملہ آور ہوا۔ اور اس کے فرمانروا مراری راؤ سے خراج مانگا۔ جب مراری راؤ نے اسے خراج دینے سے انکار کیا۔ تو اس نے اس کے قلعہ کا محاصرہ کرکے اس کے زیریں حصہ پر قبضہ کرلیا مگر بالائی جو ناممکن التسخیر تھا اس پر باوجود چند حملے کرنیکے قابض نہ ہو سکا چونکہ قلعہ میں مراری راؤ کے پاس بہت سے لوگ بند تھے۔ اسلیئے پانی کی قلت ہو گئی۔ اسپر مراری راؤ نے چپکے سے حیدر علی کے ساتھ صلح کرنے کا ارادہ کیا۔ لیکن اس کی خبر حیدر علی کو بھی ہو گئی۔ اور اس نے صلح سے انکار کردیا۔

جب مراری راؤ کو حیدر علی کیطرف سے صلح کے معاملہ میں مایوسی ہوئی۔ تو اس نے معہ فوج کے اطاعت قبول کرلی۔ حیدر علی نے دس لاکھ تاوان مقرر کیا۔ اور کچھ ملک اپنی سلطنت میں شامل کرلیا۔ مگر مراری راؤ کے خاندان کو سرنگاپٹم بھیجدیا۔ جہاں سے بعد میں اسے کپالدرگ کی ویران اور پہاڑی قلعہ میں بند کردیا۔ مراری راؤ دل شکستہ اور پریشان خاطر

حیدر علی سے درخواست کی کہ وہ مرہٹوں کے اس ملک پر جو دریائے کرشنا تک چلا گیا تھا۔
قبضہ کرے۔ مگر حیدر علی نے اسمیں عجلت نہ کی۔ وہ صرف تھوڑے حصہ پر قبضہ کرتے پایا تھا
کہ موسم برسات شروع ہو جانے کے باعث اسے سرنگاپٹم واپس آنا پڑا
انگریزوں۔ رگھوبا اور حیدر علی کی دوستی کے باعث ریجنٹ پونا کے وزیروں اور نظام الملک
نے باہمیں اتفاق کر لیا۔ اور ایک زبردست فوج حیدر علی کے قبضہ سے ملک سوا نور کو نکال
لینے کے لئے روانہ کی گئی۔ ان فوجوں کو حیدر علی کے سپہ سالار محمد علی نے سوا نور سے دشمن شمال
کو بڑی چالاکی سے روک لیا۔ اور سونسی کے میدان میں اسے شکست دی۔
محمد علی سپہ سالار میدان جنگ سے ہارے ہوؤں مانند جھوٹ موٹ کو بھاگنے لگا۔ مرہٹہ سپاہ
اس کے تعاقب میں چلی۔ اور استعلم پر جا پہنچی۔ جہاں میسور کا توپ خانہ چھپا ہوا تھا۔ اندر
توپوں نے ان پر گولوں کا مینہ برسایا۔ تو سپاہ میں ایک گھبراہٹ پڑ گئی۔ اور وہ پراگندہ ہو کر
ادھر ادھر جا گئے لگی۔ اسپر محمد علی نے اپنے رسالہ سے اس پراگندہ فوج پر حملہ کیا اور
اسے شکست فاش دی۔ اس نے جنگ میں کئی برہنہ سردار رونگی بھی کر لیا۔
مرہٹوں اور نظام کی دوسری فوجیں حیدر علی کے ملک پر چڑھی چلی آتی تھیں۔ مرہٹوں کی
سپاہ کا کمانیر پراسو رام بھاؤ پونہ سے آرہا تھا۔ اور نظام کا سپہ سالار ابراہیم معہ لہ ہزار فوج
کے مشرق کی راہ سے مرہٹہ سپاہ کے لئے آرہا تھا۔ پراسو رام بھاؤ نے محمد علی کی فتح
کا حال سنکر آگے بڑھنا مناسب نہ جانا۔ بلکہ پیچھے ہٹ کر دریائے کرشنا کے اس پار چلا
گیا۔ اور وہاں سے ملک کو کمک روانہ کرنے کے لئے خط روانہ کیا۔ ابراہیم خان جسے اسکی
خبر نہ تھی۔ بڑھتے بڑھتے اودنی جا پہونچا۔ اودنی قیمہ گھٹی سے نزدیک ہی تھا جہاں
حیدر علی کا لشکر پڑا ہوا تھا۔ اس نے بھی محمد علی کی فتح کی خبر پا کر نظام الملک کے ملک
میں واپس جا نیکا ارادہ کر لیا۔ اور وہاں سے چلدیا۔ اس کے بعد برسات کا موسم آگیا۔
اور طرفین سے کوئی فوجی کارروائی نہ ہو سکی

باب

چیتل درگ کا محاصرہ اور فتح ۔ مرہٹوں سے جنگ

حیدر علی کو دونوں غنیموں کے واپس چلنے سے چیتل درگ کے پالیگار کی سرکوبی کا موقع ملگیا۔ اس راجہ نے جنگ میں حیدر علی کی مدد سے انکار کردیا تھا۔ واضح رہے کہ مادھوراؤ کے حملہ کے وقت اس راجہ نے جنگ میں قلعہ نجاگل کی لڑائی میں بڑا نام پایا۔ چونکہ اس قلعہ پر حیدر علی کا قبضہ تھا۔ اس لئے اس کے دوسروں کے قبضہ میں چلے جانے کا حیدر علی کو سخت قلق ہوا۔ اور اس وقت سے اس نے مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ وہ اس راجہ کو ضرور نیچا دکھا کے دم لیگا۔

پالیگار، مادا کیری نائک جس فرقہ کا فرمانروا تھا۔ اسے بیدار کہتے ہیں۔ یہ فرقہ اپنے اصلی وطن جیادی کالادرگ و قلعہ گنڈیا سے نقل سکونت کرکے ۱۴۷۵ء میں نواح چیتل درگ میں آبسا تھا۔ ان کے سرگروہ کو جسکا نام تمانا تھا۔ شاہ وجیانگر نے چیتل درگ کا نائک مقرر کردیا تھا۔ اور جب فرقہ بیدار نے وجیانگر فتح کیا۔ تو اس نائک کا بیٹا اور پانا خود مختار بن بیٹھا۔ اسکے بعد فرقہ بیدار نے اپنی سلطنت میں اور ملک بھی شامل کر لیا۔ یہاں تک کہ ان کے قبضہ میں ملک آگیا۔ جسکی آمدنی لم لاکھ روپیہ تھی۔

جب بیدار فرقہ کی حکمرانی پرماپانائک کے ہاتھوں میں تھی۔ اسکا ملک مغلوں کے نائب سیرا کا خراجگذار ہوگیا۔ چونکہ سیرا کو جسے مرہٹے بھی سلطنت بیجاپور کا حصہ ہونے کے باعث اپنا حق سمجھتے تھے۔ حیدر علی نے فتح کرلیا تھا۔ اسلئے اسکے نائک کو ہردم خطرہ رہتا تھا۔ کیونکہ حیدر علی۔ اور مرہٹے دونوں اسیر اپنی دوستی کا دباؤ ڈالتے رہتے تھے لیکن اسکا ملک قدرتی طور پر مضبوط تھا۔ اور اسکی رعایا اس سے بہت مانوس تھی اگر اس ملک کو لڑائی کے واسطہ آراستہ کیا جاتا۔ تو حیدر علی اسکو فتح نہیں کرسکتا تھا۔ حیدر علی نے

میں ہرطرف دیتے تھے۔ اس محاصرہ کے ایام میں حیدر علی کو خبر ملی کہ اسکے ملک پر مرہٹوں کی فوج چڑھی چلی آتی ہے۔ اس لئے اس نے راجہ چیتل درگ سے صلح کرکے کچھ تاوان لے لیا۔ اور اس سے آئندہ مدد کا وعدہ لینے کے بعد وہاں سے چلدیا۔

حیدر علی نے جو کچھ خبر مرہٹوں کی لشکرکشی کی نسبت سنی تھی۔ وہ بالکل درست نکلی۔ کیونکہ ہری پنتھ پھارکیا کی زیر کمان ۶ ہزار سوار کچھ پیادے اور توپیں اسکی سرحد پر آپہونچی تھیں۔ مرہٹہ سپہ سالار نے کچھ عرصہ تک نظام کی فوج کا انتظام کیا۔ جس کے بعد اس نے دریائے تنگبھدرا کو عبور کرکے سدھاوٹ کے میدان میں اپنا لشکر ڈالدیا۔ حیدر علی بھی اس کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوکر ادونی جا پہونچا۔ حیدر علی نے مرہٹہ سپہ کے ایک نامور سپہ سالار مانا جی نکر کو اپنی طرف ملا لیا۔ لیکن بعد میں یہ سپہ سالار حیدر علی سے پھر گیا۔ اسپر حیدر علی نے وہ خطوط جو اسکی طرف آئے تھے۔ ہری پنتھ کے پاس بھجوا دیئے۔ ہری پنتھ کو اس سپہ سالار کی دغابازی پر بڑا ہی افسوس ہوا۔ مگر اس نے اس سے حیدر علی پر حملہ کرایا۔ حیدر علی نے اسے شکست فاش دی۔ اور میدان جنگ سے بھگا دیا۔

اس کے بعد ہری پنتھ مایوس ہوکر اور دریا کو عبور کرکے واپس چلا گیا۔ لیکن حیدر علی نے اسپر پیچھے سے حملہ کیا۔ تاہم وہ بلا نقصان اٹھائے چلا گیا۔ اور حیدر علی کی سپاہ نے دریائے تنگبھدر اور دریائے کرشنا کے درمیانی ملک پر قبضہ کرلیا۔ اور ڈوبال۔ گاجیندا گڑہ اور دھارواڑ کے قلعہ کو فتح کرکے اور وہاں کے سرداروں سے اطاعت کا حلف لیکر ۱۷۷۹ء میں میسور واپس چلا آیا۔

میسور سے وہ چیتل درگ کے پالیگار کو سزا دینے کے لئے مع فوج کے چلدیا۔ کیونکہ اس راجہ نے وعدہ کرکے اسے مدد نہیں دی تھی۔ حیدر علی نے چیتل درگ کا محاصرہ کرلیا مگر راجہ نے اسکا اچھی طرح مقابلہ کیا اور قلعہ پر قبضہ نہیں ہونے دیا۔

راجہ چیتل درگ کی فوج میں ۳ ہزار مسلمان سپاہی تھے۔ حیدر علی نے انکو اپنی طرف ملانا چاہا۔ چیتل درگ کے قریب ہی ایک مسلمان فقیر رہا کرتا تھا۔ جس کے متعلق راجہ کے

وہ اس سے پھر گئے۔ راجہ کو سخت مایوسی ہوئی۔ اور اس نے ہمت ہار کر اطاعت قبول کر لی۔ اور حیدر علی کے قدموں پر آ گرا۔ حیدر علی نے اسے قید کر کے سرنگا پٹم بھیج دیا۔ جہاں وہ بحالت قید ہی فوت ہو گیا۔

اس کے بعد حیدر علی نے اس کے محل کو لٹوا دیا۔ اور ہر قوم جیدار کا جو اس کے مقابلہ میں کبھی بار بازی لے گیا تھا۔ نام و نشان مٹا دینا چاہا۔ اول تو اس نے انکا مال و اسباب ضبط کر لیا۔ اور پھر کوئی ۲ ہزار باشندوں کو قید کر کے اپنے پایۂ تخت میں لے گیا۔ اس نے جوانوں اور عورتوں کو قتل کر دیا۔ اور لڑکوں کو مسلمان کر کے انکی ایک فوج بنائی۔ جس کا نام اس نے چیلا فوج رکھا۔

باب ۱۳

الحاق کڈاپا۔ حیدر علی کی حکومت۔ اور شاہی خاندان کی شادیاں

جب حیدر علی ان معرکوں میں مصروف تھا۔ تو اس کے حکم سے اس کا بہنوئی علی رضا خاں مع ایک زبردست فوج کے کڈاپا کے نواب عبد الحکیم خان کو حلقۂ بگوشوں میں داخل کرنے کی غرض سے اس کے ملک پر چڑھ گیا۔ نواب کڈاپا نے جبکہ مرہٹوں نے حیدر علی پر لشکر کشی کی تھی۔ ان کا ساتھ دیا تھا۔ اگرچہ رضا علی خان نے اسکے ملک کا محاصرہ کر لیا۔ لیکن اس پر قبضہ نہ کر سکا۔ کیونکہ سخت جان اور جانباز افغانوں نے اسکا خوب ہی مقابلہ کیا۔ اسکی فوج منہ پھیر پھیر دیا۔

چیتل درگ کا محاصرہ ختم ہوتے ہی حیدر علی رضا خان کی مدد کرنے کے لئے گیا۔ وہ دہر پودجو کڈاپا سے چند میل کے فاصلہ پر ہے پہونچا تھا کہ اخلاقی رسالہ سے اسکی مٹ بھیڑ ہو گئی

[1] چیلا فوج کا وجود تھی اور حیدر ... [illegible]

حیدر علی اس جانباز سپاہ کو پاکر بہت خوش ہوا۔ کیونکہ افغانی بڑے بہادر اور جوانمرد ہوتے ہیں۔ لیکن اس رسالہ کے ۵۰۰ سواروں کے گھوڑے کام آگئے تھے۔ اور نئے گھوڑے نہ ملنے کی وجہ سے انہیں پیدل تک جانا پڑا۔ اس سے انکو بڑی ہی خفت حاصل ہوئی۔ رات کو جب حیدر علی اپنے خیمہ میں سو رہا تھا۔ تو ان ۵۰۰ سواروں نے اٹھکر اپنی گارد کو قتل کر دیا۔ اور سیدھے حیدر علی کے خیمہ کیطرف چلدیئے۔

افغانیوں کی سرکشی سے فوج میں ایک ہل چل مچ گئی۔ جسکے باعث حیدر علی بیدار ہو گیا اور خیمہ میں سے نکلکر بھاگ گیا۔ بگل بجایا گیا۔ اور سپاہ فالم ہو کر آگئی۔ بہت سے حملہ آور مارے گئے باقیوں کو قتل کر دیا گیا۔ نواب بھاگ کر سرحد پہونچا۔ مگر گرفتار کر لیا گیا۔ سب معہ اسکے خاندان کے سرنگاپٹم بھیجدیا گیا۔ اور اسکی خوبصورت بیگم سے حیدر علی نے شادی کر کے اسے حرم میں داخل کر لیا۔ اسکا نام بخشی بیگم رکھا گیا۔ اور سب بیویوں سے زیادہ اسکی قدر و منزلت کی گئی۔ جب یہ بیگم فوت ہوئی۔ تو اس کا مقبرہ بیلور میں بنایا گیا۔ حیدر علی اگرچہ عورتوں کا کہنا نہیں مانتا تھا۔ اور نہ انکو امور سلطنت میں دخل دینے دیتا تھا۔ تاہم خوبصورت عورتوں کو وہ اچھوتا بھی نہیں چھوڑتا تھا۔

اس فتح کے بعد حیدر علی کا رعب چاروں طرف چھا گیا۔ اسکی دھاک بڑھ گئی۔ اور اسکے سب نے اس طرح میں اپنا جز ماتحت تسلیم کر لیا۔

اس کے بعد حیدر علی نے اپنی سلطنت کے مختلف صیغوں کے انتظام و انصرام کیطرف اپنی توجہ مبذول کی۔ اس نے میر محمد صادق کو وزیر مال کا منصب عطا کیا۔ اور شامایا برہمن کو پولس کا افسر اعلیٰ مقرر کر کے اسے حکم دیا۔ کہ وہ نہ صرف جرائم کا انسداد کرے۔ بلکہ جس کے پاس دولت ہو اس سے کچھ چھین کر شاہی خزانہ میں داخل کرے۔ اس برہمن نے اپنے آقا کی خاطر لوگوں پر بڑے بڑے ظلم کئے۔ جو افسر مالگذاری وصول کرنے پر مقرر تھے اور رشوت لیتے تھے۔ اور انکو تازیانے کی سزا دیکر رشوت کا لیا جاتا تھا۔ ساہوکاروں سے سرکاری خرچ کے لئے تاوان لیا جاتا تھا۔ حیدر علی کے مظالم سے خدا اسکی فوج بھی نہ بچ سکی۔

کو اس کی جگہ سے بے دخل کر کے قبضہ کر لیا۔

نواب کڈاپا کو مغلوب کرنے کے بعد حیدر علی نے سوانور کے نواب عبدالحکیم کو بھی اپنا حلقہ بگوش بنانا چاہا۔ اور اس نے اپنی بیٹی کا نکاح اس نواب کے بڑے بیٹے کے ساتھ اور اس کی بیٹی کا نکاح اپنے بیٹے کریم کے ساتھ کر دیا۔ جو خراج نواب دیا کرتا تھا۔ وہ اس شرط پر کہ وہ دو ہزار سوار بضرورت کے وقت مہیا کر سکے نصف کر دیا گیا۔ ان تمام معاملات کو حیدر علی نے حسب دلخواہ پورا کیا اور شادیوں کی رسم بڑی دھوم دھام اور تزک و احتشام کے ساتھ دونوں فرمانرواؤں کی موجودگی میں سرنگاپٹم میں ۱۷۷۹ء میں ادا کی گئی۔

باب ۱۴

مرہٹوں۔ نظام اور حیدر علی کا اتحاد انگریزوں کے خلاف

جب حیدر علی مذکور بالا شادیوں کا جشن منا رہا تھا۔ تو اس کے پاس پونہ سے مرہٹوں کا سفیر گنیش راؤ آیا۔ اور اس نے اسے یہ پیغام دیا۔ کہ وہ مرہٹوں اور نظام سے میل کرے تاکہ تینوں کی سپاہ انگریزوں کو جنوبی ہند سے نکال سکے۔ اسکے بعد جو پیچیدہ معاملات تاریخ میں نظر آتے ہیں۔ ان سے صاف طور پر معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ حیدر علی نے جادہ اعتدال سے قدم باہر نہ رکھا۔ بلکہ میانہ روی پر قائم رہا۔ اور نواب ارکاٹ نے بڑی ہی دغابازی کی اور انگریزوں کی سرکار جو مدراس میں تھی وہ بیحد کمزور تھی۔

۱۷۷۵ء میں بمبئی کے انگریزوں نے (بمبئی کی سرکار) رگھوبا کے ساتھ ایک عہدنامہ کیا تھا جس کی رو سے وہ اس کے دعاوے کی حمایت کرتی تھی۔ لیکن بمبئی گورنمنٹ کو تھوڑے ہی عرصہ بعد معلوم ہو گیا۔ کہ رگھوبا سے بہت سے مرہٹے راجہ ناخوش تھے۔ مثلاً سندھیا۔ ہلکر اور اُنکی ناخوشی کا باعث نانا فرنویس تھا۔ جو اپنی نسل میں پیشواؤں کی حکومت مستقل کرنا چاہتا تھا۔

سرداری کو زبردست مرہٹہ سردار نہیں تسلیم کرتے تھے مرہٹے تو اس وجہ سے انگریزوں سے ناخوش ہو گئے تھے۔

علاوہ مرہٹوں کے نظام الملک بھی انگریزوں سے ناخوش تھا۔ اور اسکی ناخوشی کا سبب بھی معقول تھا۔ جب انگریزوں کے قبضہ میں اضلاع سرکار جو صوبہ مدراس کے خلیج بنگال کے ساحل پر واقع ہیں آئے تو ان میں ایک ضلع یعنی گنتور کا ضلع بصالت جنگ کو اسکے بھائی موجودہ نظام الملک نظام علی راضی سے بطور جاگیر عطا کر دیا گیا۔ اس کے چند سال بعد بصالت جنگ نے اپنے ہاں ایک فرانسیسی سپاہ کا ملازم رکھ لیا۔ اس فوجکو بعد میں بصالت جنگ نے برخاست کرنا چاہا۔ اور جب نظام الملک سے اس میں مشورہ لیا گیا۔ تو اس نے دخل دینے سے انکار کر دیا۔ جب ۱۷۷۸ء میں فرانسیسیوں سے جنگ کے ہونے کا یقین ہو گیا۔ تو انگریزوں نے محمد علی نواب ارکاٹ کی معرفت بصالت جنگ کو نظام کو اپنا فرمانروا تسلیم کرنے پر آمادہ کر دیا۔ اسکا نتیجہ یہ ہؤا کہ بصالت جنگ نے اس ضلع کو ایک رقم خراج کے صلہ میں انگریزوں کے حوالہ کر دیا۔ اور انگریزوں نے حیدر علی کے مقابلہ میں اسکی مدد کرنے کا وعدہ کیا۔ جسکے باعث اس فرانسیسی سپاہ کو برخاست کر دیا۔ مدراس گورنمنٹ نے ضلع پر قبضہ پا کے اسکا پٹہ محمد کو دیدیا اسکا یہ فعل نظام کے حقوق پر ایک حملہ تھا اگرچہ بصالت جنگ کی وفات پر وہ ضلع انگریزوں کے قبضہ میں آجاتا تاہم اسکا اصلی مالک و فرمانروا نظام تھا۔

اسپر نظام نے انگریزی سفیر سے جو اس کے دربار میں مامور تھا۔ شکایت کی کہ انگریزوں نے اپنے اس طرز عمل سے اس عہدنامہ کو فسخ کر دیا۔ جو انکے ساتھ ہوا تھا۔ اور جب نظام کو انگریزی سفیر سے یہ معلوم ہوا۔ کہ جب بادشاہ نے اضلاع سرکار انگریزوں کو دیئے تھے تو انہوں نے اپنی کمزوری کے باعث نظام کو خراج دینا کر لیا تھا۔ مگر اب آئندہ نہیں دیں گے اس پر نظام کو بڑا ہی غصہ آیا۔

رہا حیدر علی اسے ان سب سے بڑھ کر شکایت تھی۔ اس نے اور مرہٹوں سے جو جنگ و

[illegible] پیدا کر رہے تھے۔ اور ایسے دربار میں ایک سفیر رہنے لگا تھا۔ جسکا نام سرجان لنڈسے تھا۔ جب اس سفیر نے مدراس گورنمنٹ کو مرہٹوں اور محمد علی کے ساتھ مگر حیدر علی کو مغلوب کرنے پر مجبور کیا۔ تو انگریزوں کو ہی پریشانی ہوئی۔ کیونکہ وہ اسکی مدد کا وعدہ کر چکے تھے

جب مرہٹوں نے ۱۷۷۱ء میں حیدر علی سے درخواست کی کہ وہ انکے ساتھ میل کر کے مشرقی اضلاع کو فتح کرے تو اس نے اس کی خبر مدراس گورنمنٹ کو دیدی اور اسی موقعہ پر اس نے انگریزوں سے صاف صاف کہدیا کہ اگر میں مرہٹوں سے میل کروں۔ تو انکی طاقت بیحد بڑھ جائیگی۔ جس کے باعث خود مجھے زوال حاصل ہو جائیگا۔ اگر مدراس گورنمنٹ مجھ سے اتحاد نہ رکھیگی۔ تو میں مجبوراً فرانسیسوں سے اتحاد کر لونگا۔ جب حیدر علی نے دوبارہ ۱۷۷۳ء میں انگریزوں سے اتحاد پیدا کرنے کیلئے سلسلہ جنبانی کی تو محمد علی نے جو انگریزوں کو جنوبی ہند سے خارج کئے ہوئے دیکھکر خوش ہونیکی فکر میں تھا۔ اتحاد کیطرف نہ جھکنے دیا۔ اور اس نے اسی مطلب کا پیغام اپنے سفیر کے ہاتھ اس کے پاس بھیجا۔ جسے حیدر علی نے نامنظور کر دیا۔

اسوقت سے حیدر علی کو انگریزوں سے بالکل مایوسی ہو گئی۔ اور اگرچہ اس نے ضابطہ پوری کے طور پر کچھ عرصہ تک انگریزوں سے دوستانہ سلوک رکھا۔ لیکن ضرورتاً فرانسیسوں سے اتحاد پیدا کر لیا۔ اس نے ایلچی بھیجکر فرانسیسی گورنر پانڈیچری سے مدد طلب کی۔ جسے اس خیال سے [illegible] سامان جنگ اور امداد بھیج دیدیا۔ کہ کسی طرح فرانسیسوں کو ہند کی حکمرانی مل جائے۔ اگرچہ حیدر علی اب بھی انگریزوں کے مقابلہ میں نہیں آنا چاہتا تھا۔ مگر بعض وجوہات کے باعث اسکو غصہ [illegible]۔ اور صلح قائم نہ رہ سکی۔

جب انگریزوں اور فرانسیسوں میں جنگ چھڑی تو ۱۷۷۸ء میں انگریزوں نے پانڈیچری کو فتح کر لیا اور [illegible] میں ماہی پر قبضہ کر لیا۔ ماہی ساحل مالابار پر تھا۔ جس ساحل پر کہ سوائے چند مقامات کے بالکل حیدر علی کا قبضہ تھا۔ اس نے یہ عذر کیا کہ ماہی اسکی زیر حفاظت ہے اور چونکہ اسی مقام سے اسکو رسد مل سکتی تھی۔ اس لئے اسے بچانا چاہا۔ اور انگریزوں کو [illegible] دیا کہ اگر وہ ماہی پر حملہ کریں گے۔ تو اس کے عوض ارکاٹ پر قبضہ کر لیا جائیگا

دوسرا سبب حیدر علی کی ناخوشی یہ تھا۔ کہ جب صلابت جنگ نے گنتور کا ضلع انگریزوں کے حوالہ کیا تو اس نے ان سے درخواست کی کہ اپنی فوج بھیجکر اسپر قبضہ کریں۔ چنانچہ انگریزوں کی فوج کڈاپا ہوکر اودنی اور کرنول ہوکر گنتور روانہ کی گئی۔ یہ فوج حیدر علی کے ملک میں ہوکر گذری۔ مگر مدراس گورنمنٹ نے اسکی اجازت نہ نظام سے لی اور نہ حیدر علی سے بلکہ فوج کے کمانیر کو ایک سفارشی خط دیکر روانہ کردیا۔ حیدر علی نے اس فوج پر حملہ کردیا۔ اور اگرچہ بیچ اس سے بعجلت تمام کمک روانہ کی گئی۔ مگر حیدر علی کی فوج نے اودنی تک ملک برباد کردیا۔ جس کے باعث انگریزی فوج آگے نہ بڑھ سکی۔ حیدر علی اچھیطرح واقف تھا۔ کہ انگریزوں نے گنتور کا قبضہ اسکے دشمن محمد علی کو کیوں دیا تھا۔

یہ واقعہ مسٹر سوارٹز کے آنے وقت واقع ہوا تھا۔ جسے گورنر مدراس امپولڈ نے خفیہ سفارت پر بھیجا تھا۔ اور حیدر علی کا غصہ رفع کرنے کے لئے جس نے ماہی پر انگریزوں کے قبضہ کرلینے پر ایک خط مدراس گورنمنٹ کو لکھا تھا۔ اور جسمیں ان کے طرز عمل کی سخت شکایت کی تھی۔

حیدر علی سوارٹز سے بخوبی سلوک پیش آیا۔ مگر اس نے اسے رخصت کرتے وقت شکایت کی۔ انگریزوں نے ۱۷۶۹ء کے عہدنامہ کو نظرانداز کردیا۔ اور کبھی سے اتحاد رکھنا نہ چاہا۔ اور میری مخالفت کررہے ہیں۔ لیکن مدراس گورنمنٹ نے اسکا بھی کچھ خیال نہ کیا۔

سوارٹز کے جانے کے بعد ہی دوسرا سفیر مدراس سے آیا۔ اور اس نے حیدر علی سے بحالی اتحاد پیدا کرنے کے انگریزوں کو جو کالی کٹ کی جنگ میں قید کرلئے گئے رہا کردینے کی درخواست کی۔ حیدر علی نے قیدیوں کو تو اسکے آنے سے پہلے ہی رہا کردیا تھا۔ لیکن وہ سفیر کا جسم پہونچا تو اسکے اچھیطرح پیش نہیں آیا۔ اس نے نہ صرف انگریزوں کی تجاویز کو منظور کیا۔ بلکہ سفیر کی تحقیر بھی کی۔ اسے سفیر کی طرح نہ سمجھا بلکہ جاسوس کی طرح۔

باب ۵

حیدر علی اور انگریزوں کی لڑائی حیدر علی کی ...

کا اتحاد دریائے تنگبھدر کے کنارے پر ہوا۔ اور اس نے نظام کو ۱۱ لاکھ سالانہ خراج دینا منظور کرلیا۔ تینوں فریقین میں یہ بات قرار پائی کہ

(۱) مرہٹے برار وسطی ہند اور شمالی ہند پر حملہ کریں ۔

(۲) نظام اضلاع سرکار کو فتح کرے

(۳) حیدر علی صوبہ مدراس اور جنوبی ہند پر لشکر کشی کرے

یہ اتحاد ثلاثہ ایک بڑے خطرے کی بات تھی ۔ اور فرانسیسیوں کی شرکت سے انگریزوں کے لیے موجب خوف و ناکامی بن گئی تھی ۔

حیدر علی نے میسور کے خاص خاص مقامات کو مسلح اور مضبوط کرنے کے بعد حملہ کی تیاریاں کیں۔ جس کے واسطے اس نے بنگلور میں ۹۰ ہزار فوج فراہم کر لی ۔ یہ ایک ایسی تعداد تھی۔ جس کے فراہم ہونے کی نظیر جنوبی ہند میں اسوقت تک نہیں مل سکتی تھی اس نے ملک میں جاسوس اور پہرے مقرر کیے۔ اور سامان رسد اور بار برداری بھی اچھا جمع کر لیا ۔ اور ماہ جولائی ۱۷۸۰ء میں اس نے پہاڑی دروں کو عبور کر کے لشکر کشی کی اور بربادی و تباہی پھیلاتا ہوا آگے کو بڑھا۔

محمد علی نے مدراس گورنمنٹ کو نہ تو فوجی مدد دی نہ روپیہ سے - البتہ اس نے حیدر علی کے حملہ کی اطلاع اسے ضرور دیدی ۔ حیدر علی نے ارادہ کر لیا تھا۔ کہ جو ملک سامنے آتا جائے۔ سب ملک تباہ کر دیا جائے تاکہ انگریزوں کی فورٹ سینٹ کو بے یار و مددگار بنا دے وہ لشکر کشی کرتا ہوا کوہ سینٹ ٹامس تک پہونچا۔ اور جب انگریزوں نے گاؤں میں آگ لگی دیکھی۔ تو انہیں اس کے آنے کی خبر ہوئی۔ کیونکہ انکے پاس اس زمانہ میں خبر رسانی کا محکمہ نہ تھا

حیدر علی کو امید تھی کہ ساحل سمندر پر اس سے فرانسیسیوں کی فوج آملے گی۔

مدراس گورنمنٹ حیدر علی کی آمد پر خوف زدہ ہو گئی۔ اور اس نے بعجلت تمام فوجی نقل و حرکت شروع کرائی۔ کرنل ہارپر کو جو گنتور کی فوج کے کمانیر تھے۔ جانب جنوب بڑھنے کی ہدایت کی گئی۔ کرنل ہیمبرسٹن کو جنگی پیٹ کے راستے سے پانڈیچری کے مدراس بلایا گیا۔ اور ترچناپلی کی ایک فوجی جمعیت کو حکم دیا کہ وہ دشمن کے رسل و رسائل کو بارہ محل کے درول

فلنٹ نے وانڈو واش پر قبضہ کر لیا۔

حیدر علی نے بارہ محل اور چینگا ماسے درّوں کو عبور کرکے اپنے بیٹے کریم کو پورٹو نووو پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ جو پانڈی چری کے جنوب میں واقع ہے وہ خود ارکاٹ کیطرف بڑھا۔ لیکن یہ سنکر ایک فوج سر ہیکٹر منرو کی زیر کمان آرہی ہے۔ اس نے ۲۹ اگست کو ارکاٹ کا محاصرہ اٹھا دیا۔ اس دن مدراس کا سپہ سالار کونجی ورم آپہونچا۔ اور اس مقام کو تباہ پاکر گنتور کی فوج کی آمد کا انتظار کرنے لگا۔ جو کرنیل بیلی کی زیر کمان آرہی تھی کرنیل بیلی نے ۲۵ اگست کو کورٹلیا پہونچکر دریا کے جنوبی کنارے پر لشکر ڈالدیا۔ یکایک بارش کے آنے سے دریا میں سیلاب آگیا۔ جس سے وہ ۴ ستمبر تک عبور نہ کرسکا۔ ۶ ستمبر کو حیدر علی نے اپنے بیٹے ٹیپو کو پیرامبا کم روانہ کیا۔ کہ دشمن کی فوج کی نقل و حرکت کو بند کرے اور خود کانجی ورم کے نزدیک سر منرو کی تاک میں لگا رہا۔ کرنیل بیلی کی فوج نے ٹیپو کے حملہ کو روکدیا۔ اور ایک ہزار فوج جسے منرو نے کرنیل فلیچر کی زیر کمان روانہ کیا تھا وہ باوجود ٹیپو کی فوج کے سد راہ ہونیکے کرنیل بیلی کی فوج سے جا ملی۔

امرات کو کرنیل بیلی پیرامبلم سے کانجی ورم چلدیا۔ ابھی وہ روانہ کیا گیا تھا۔ کہ پیچھے سے ٹیپو کی توپوں نے گولے برسانے شروع کردیئے اگرچہ ان توپوں کو گرفتار کرنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن سیلاب کے باعث کچھ بھی نہ ہوسکا۔ کرنیل بیلی رات بھر وہیں ٹھیرا رہا۔ اس سے ٹیپو کو ایک بلند مقام پر جہاں سے انگریزی فوج گذرنے والی تھی اپنی توپیں لگا دینے کا موقعہ مل گیا۔ اور حیدر علی نے بھی اس موقعہ سے فایدہ اٹھانا چاہا۔

۱۰ ستمبر کو ۳۷ سو فوج انگریزی منزولی ملیک کیطرف روانہ ہوئی۔ مگر کوئی دو میل جانے پائی تھی کہ چھ توپوں نے اس پر پیچھے سے گولے برسانے شروع کئے۔ اور حیدر علی کے رسالے نے اسے دونوں طرف سے آگھیرا۔ گرنیڈیر فوج کی دو کمپنیاں کپتان رملے اور کپتان کوزبی کے ماتحتی میں روانہ کی گئیں۔ اور انہوں نے ٹیپو کی چار توپیں چھین لیں۔ مگر حیدر علی کی کثیر فوج کے آجانے کے باعث وہ اپنی فوج تک نہ پہونچ سکیں۔ اب تو حیدر علی نے بھی توپیں

[illegible]
ہی حیدر علی کے رسالہ اور پیادوں نے گولیاں چلائیں۔ کرنیل بیلی سخت زخمی ہو گیا۔ لیکن اس نے فوج کو دل شکستہ نہ ہونے دیا۔ اگرچہ حیدر علی کی فوج نے تیز حملے کئے۔ لیکن انگریزی فوج کے حواس قایم رہے۔ مگر تازہ رسالہ کی کمک آجانے سے اس میں بھاگڑ پڑ گئی اور کرنیل بیلی نے مجبور ہو کر صلح کا جھنڈا بلند کر دیا۔ لیکن حیدر علی نے کچھ خیال اور لحاظ نہ کیا۔ بلکہ اس کی فوج نے آگے بڑھ کر انگریزوں کی سپاہ کو قتل کرنا شروع کیا اگر لالی اور ایک اور فرانسیسی افسر جسکا نام پمورن تھا۔ حیدر علی کو اس حرکت سے روکتے تو انگریزی فوج کا ایک آدمی بھی زندہ نہ رہتا۔ کہتے ہیں کہ لڑائی میں ۲۰۰ یورپین قتل ہوگئے تھے۔ مگر فرانسیسی مصنف لکھتے ہیں کہ اس جنگ میں دو ہزار انگریزی کرنیل بیلی کے ساتھ گرفتار کر لئے گئے۔ اور ۵ ہزار سپاہی اور ۷۰۰ انگریز مارے گئے۔ جو افسر دربیرڈ بھی جو بعد سر ڈیوڈ بیرڈ بن گیا کرنیل بیلی کے ہمراہ قید کر لیا گیا۔

حیدر علی نے تخت پر بیٹھ کر ان لوگوں کو جو قیدیوں کو لاتے تھے۔ یا مقتولوں کے سروں کو خوب انعام دیا۔ قیدیوں میں کچھ تو خود ہی مر گئے۔ اور کچھ قتل کئے گئے۔ اس واقعہ کی تصاویر سرنگاپٹم میں اس باغ کی دیواروں پر جسے باغ دریائے دولت کہتے ہیں۔ بنائی گئی تھیں۔ جو آجتک موجود ہیں۔ اور ایک جشن منایا گیا۔ ہندوستان میں انگریزی سپاہ پر ایسی آفت کبھی برپا نہیں ہوئی تھی۔

اس موقع پر دو شخصوں نے انگریزوں کی بڑی امداد کی۔ ایک لارڈ وارن ہسٹنگز نے جس کے سپرد ہندوستان کی گورنری کر دی گئی۔ اور دوسرے سر ایری کوٹ نے جو اس وقت بنگال کی فوج کا کمانڈر تھا۔ اگرچہ سر ایری کوٹ ساٹھ سال کے آدمی تھے۔ لیکن ماضی قوت کے لحاظ سے بڑے ہی قابل تھے۔ لارڈ وارن ہسٹنگز نے انکو اس موقعہ پر مامور کیا۔ اور انکو جنگ کرنے کا پورا اختیار دیدیا۔ سر کوٹ ماہ نومبر میں مدراس پہنچے۔ اس عرصہ میں حیدر علی نے بڑا نقصان اٹھا کر فرانسیسی انجنیروں کی مدد سے قلعہ ارکاٹ پر قبضہ کر لیا تھا۔ سر کوٹ نے جنگل پٹ اور کران گولی پر قبضہ کر کے لفٹنٹ [illegible] کی مدد کی

کے قریب آجانے سے اسے سامان رسد نہ مل سکا۔ اور نہ جنوب اور نہ شمال کی جانب
بڑھنے کے لیے راستہ مل سکا۔ پس سرکوٹ نے پیرم کوئل پر قبضہ کرکے پانڈیچری کی طرف
جانا چاہتا تھا۔ کہ رسد حاصل کرسکے۔ اور نیز فرانسیسی کشتیوں کو فوجیں کنارہ پر اتارنے
سے روک لے۔ مگر اسمیں بھی اسے کامیابی نہ ہوئی۔ اس لیے اس نے گوڈالور (گڈالوہ)
کا رخ کیا۔ اور حیدر علی کی فوج بیکار پڑی رہی۔

یہاں سے اس نے چیلا مبرم (چیدامبرم) کے مندر پر جو پورٹونووا کے نزدیک ہے۔
چڑھائی کرنی چاہی۔ لیکن محصورین نے اسے پسپا کردیا۔ چند ہی ہفتہ بعد انگریزی جہازوں
کا بیڑا معہ سر ایڈورڈ ہیوجنز کے مدراس آپہنچا۔ اور چیلا مبرم پر دونوں طرف سے لشکرکشی
کی تیاریاں شروع کیں۔ حیدر علی یہ سنتے ہی ڈھائی دن میں سو میل کا سفر طے کرکے آ
پہونچا۔ اور اس نے گوڈالور اور انگریزی فوج کے لشکر میں اپنا لشکر ڈالدیا۔

یکم جولائی کو سرایری کوٹ محاصرہ اٹھا کر اور سامان جنگ لیکر دشمن کا مقابلہ کرنے
کے لیے روانہ ہوا۔ اور جب اسکی فوج ایک ریتیلے ٹیلے پر پہونچی۔ جس کے نزدیک حیدر علی
کی فوج پڑی ہوئی تھی۔ تو دونوں فوج میں مقابلہ ہوا۔ اور خونریز جنگ چھڑ گئی۔ اس
جنگ میں سرایری کوٹ غالب آیا۔ اور اس نے پورٹونووا کے قریب موتی پالیام پر
قبضہ کرلیا۔ حیدر علی کا سخت نقصان ہوا۔ اسکی سپاہ میں ہزار آدمی مارے گئے
اور زخمی ہوگئے۔ مگر انگریزوں کا بہت کم نقصان ہوا۔

اس فتح کے بعد سرایری کوٹ سے بنگال سے آئی ہوئی ایک فوج آملی۔ اسی عرصہ میں
ٹیپو نے وانڈواش کا محاصرہ اٹھا کر چلدیا۔ سرکوٹ کی مشترکہ فوج نے تیرو پاسور پر قبضہ کرلیا
حیدر علی ابھی اسجگہ پہنچنے نہ پایا تھا۔ کہ سرکوٹ کی فوج اس میدان کی طرف بڑھی۔
جہاں ایک سال پہلے کرنیل بیلی کی شکست ہوئی تھی۔ ۲۷۔ اگست کو اسکی فوج اس میدان
میں جا پہنچی۔ ادھر حیدر علی کی سپاہ بھی انکے مقابلہ میں جا ڈٹی۔ کئی دن کی طرفین
سے گولہ بازی کے بعد جس میں کسی کا نقصان نہ ہوا۔ سرکوٹ بیدل ہوکر مدراس
واپس چلا گیا۔ کہ میدان جنگ [illegible]

حیدر علی کی سپاہ میدان میں لشکر ... پر کی ہوئی ہے۔ اور چاروں طرف سے محصور کر لیا
سرکوٹ نے پھر انگریزی کی ن سے لی اور پلکور پر قبضہ کر کے حیدر علی کے لشکر کی متوں میں
دکا۔ جب سرکوٹ کی فوج میدان ویلیور میں نظر آئی۔ تو حیدر علی نے اس طرف توپوں کا
منہ برسایا۔ اور بڑی معرکہ کی لڑائی ہوئی۔ جسمیں حیدر علی کی ۵ ہزار فوج کام آئی۔
اس وقت سرکوٹ نے قلعہ ویلور کے اندر رسد پہنچانے کی تدبیر کی۔ اور اب چتوڑ کے
ملک سے جو ویلور سے شمال میں واقع ہے رسد حاصل کرنی چاہی تھی۔ وہاں سے بمشکل
کے لئے رسد ملی۔ جسے اس نے قلعہ کے اندر پہونچا دیا۔ اس کے بعد سرکوٹ پھر مدراس
چلا گیا۔ اور وہاں سے بنگال کو روانہ ہونے ہی کو تھا کہ بنگال سے اس کے نام ضروری حکم آگیا
اور اسے پھر ویلیور واپس جانا پڑا۔ اگرچہ وہ بیمار ہو گیا۔ لیکن اس نے تین ماہ کے لئے
رسد قلعہ کے اندر پہونچادی اور وہاں سے تیرو پا سور چلا گیا۔
اس جنگ میں ایک اور مزید ارباب پیدا ہو گئی۔ وہ یہ ہے۔ کہ انگریزوں اور ڈچوں میں
جنگ چھڑ گئی۔ سرمیکارٹنے کے پاس ولایت سے حکم آیا۔ کہ وہ ڈچوں کا مقابلہ بھی کرے
حیدر علی نے ڈچوں سے میل کرنا چاہا۔ اور انکے گورنر کو جو سر نگاپٹم میں تھا۔ ایک خط لکھا
اس نے ایک عہد نامہ کر لیا۔ اور اس مدد کے عوض جو حیدر علی کو دی جاتی۔ حیدر علی سے
ناگوار کا ضلع لے لیا۔ مگر کرنیل برتھیوویٹ نے جو میدان تیمور کی سپاہ کا کمانیر تھا۔ ناگور
سے حیدر علی کی ڈچوں کو نکال کر خود اس پر قبضہ کر لیا۔ اور اسطرح حیدر علی کی کوشش رائیگاں
گئی۔ مگر تھوڑے ہی دن بعد ماہ فروری ۱۷۸۲ء میں ٹیپو نے بڑی فوج سے حملہ کر کے
ناگور کو لے لیا۔ اور کرنیل برتھیوویٹ کو قید کر لیا۔ ٹیپو نے یہ فتح کرنیل لالی کی مدد سے حاصل
کی مدد سے حاصل کی تھی۔ اس معرکہ میں انگریزی سپاہ کا ایک ایک سپاہی مارا گیا۔
حیدر علی نے اپنی ذات سے بہت کچھ کیا۔ اور اگر نظام اور مرہٹے بھی میدان جنگ
میں آتے۔ تو نہ معلوم کیا ہو جاتا۔ مگر دونوں میں سے ایک بھی نہ آیا۔ جونہی کہ گورنمنٹ
ہند کو ضلع گنٹور کے عہد نامہ کے حالات معلوم ہوئے۔ اس نے مدراس گورنمنٹ کو لکھا
کہ ضلع فی الفور نظام کے حوالے کر دیا جائے۔ کچھ تو اس کے باعث اور کچھ اس کے خوف

ملک میں ہو کر انگریزوں کی فوج کو نکل جانے دے۔ اور کرنیل کارنگ نے اپنی فوج کا رعب دکھا کر گوالیار کے راجہ مہاراجی سندھیا کو اس بات پر آمادہ کر دیا۔ کہ وہ انگریزوں اور مرہٹوں میں صلح کرا دے

چنانچہ سالبائی کا عہدنامہ ۱۷۸۲ء کو ہو گیا۔ اگرچہ اس کی تصدیق کامل حیدر علی کی وفات کے بعد ہوئی تھی۔ یہ عہدنامہ ایسٹ انڈیا کے حق میں مضر تھا۔ کیونکہ اس کی رو سے انگریزوں کے قبضہ میں سے بہت سا ملک نکل گیا۔ تاہم اس موقعہ پر بڑا مفید ثابت ہوا اسی رو سے رگھوبا کے حقوق تسلیم کئے گئے۔ اور اسی کی رو سے جسقدر ملک انگریزوں اور نواب ارکات کا حیدر علی نے فتح کر لیا۔ وہ اسے واپس دینا پڑا۔ اس عہدنامہ کے ہونے سے حیدر علی اور مرہٹوں کے درمیان دوستی اور اتحاد قائم نہ رہ سکا۔ اور انگریزوں کے مقابلے میں تینوں میں سے صرف ایک دشمن رہ گیا۔ اور وہ دشمن حیدر علی تھا۔

حیدر علی کے وسیلے رفیق اس سے جدا ہو گئے۔ فرانسیسیوں نے بھی اس کی مدد سے اپنا ہاتھ اٹھا لیا۔ لیکن اس نے ہمت نہ ہاری۔ اگرچہ وہ انگریزوں کو جنوبی ہند سے نکال نہ سکا۔ تاہم اس نے بہت سا ملک فتح کر لیا۔ اور اپنی مدمقابل کے مقابل بڑی جانبازی کے ساتھ لڑتا رہا۔

اس موقع پر ہم یہ بھی ظاہر کر دینا مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ اس جنگ کے بارہ میں اس کے کیا خیالات تھے۔ ان خیالات کا اظہار اس گفتگو سے ہوتا ہے۔ جو اس نے اپنے وزیر مال پرنایا سے کی تھی۔ اور ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

میں نے بڑی ہی غلطی کی۔ جیسے لاکھوں روپیوں کے عوض مسندھی اتاڑی کا عرق جو شیل ہوتا ہے اسکا ایک ڈھیر نشا خریدا۔ اگرچہ میرے اور انگریزوں کے درمیان شکر رنجی کے اسباب موجود تھے۔

تاہم جنگ کے لئے کوئی سبب موجود نہ تھا۔ اور باوجود محمد علی کے [illegible] ہوکر کے ہمراہ ہوتے ہیں انکو اپنا دوست بنا رکھتا تھا۔ میں انکو صحبت سے بھلی اور صحبت کی
مرہٹوں کی شکست [illegible] تھا وہ [illegible] کر سکتا۔ میں خشکی میں تو ان کے ذرائع

یورپ سے آنے کے فضول خیالات ہی سے خوش ہو گیا۔ اور اگر بالفرض وہ فوج آ جائے اور میدان کامیابی حاصل کرے تو مجھے کیا۔ میں تو اکیلا مرہٹوں کا مقابلہ کر سکتا ہوں۔ اور فرانسیسیوں پر اعتبار نہ کرنے کی مصیبت کو برداشت کر سکتا ہوں۔ کیونکہ میں انکو میسور میں گھسنے کی اجازت نہ دونگا۔

حیدر علی نے ملیبار اور کورگ میں پھر اپنی حکومت قایم کرنے کے لئے سپاہ روانہ کی اور نیرہالم کے ضلع میں بھی جسے اب فرخ آباد کہتے ہیں۔ اور زیرین ملک کو جمع کرنے پر آمادہ ہو گیا تھا۔ کہ اسے یورپ سے فرانسیسی فوج کے آنے کی خبر ملی۔ مگر یہ فوج راستہ میں انگریزی جنگی جہازوں سے لڑتی بھڑتی آئی تھی۔ اور تعداد میں صرف ۱۲۰۰ سو رہ گئی۔ اور قایم بستی کے آنے تک میدان جنگ میں نہیں۔ اتر سکتی تھی۔ خود حیدر علی سپاہ بہت تھوڑی رہ گئی تھی۔ سر کوٹ بھی موجودہ جنگ پر آمادہ نہ تھا۔ فرانسیسی سپاہ نے آتے ہی کڈالور اور پیرام کوئل پر قبضہ کر لیا۔

سر کوٹ پیرام کوئل کی فتح کا حاصل سنکر وانڈواش کیطرف چل گیا۔ مگر جب اس نے دشمن کو آمادہ جنگ نہ پایا تو ارنی کیطرف بڑھا۔ جہاں حیدر علی اپنی فوج کیلئے رسد جمع کر رہا تھا۔ سر کوٹ نے یہ سمجھا کہ اسطرف دشمن جانے سے دشمن کلی ازرسے چلا جائیگا۔ اور اسے انگریزی پوسے لئے رسد ملنے کا بھی موقعہ ملتا لگ جائیگا۔ مگر حیدر علی کو اسکے آنے کی خبر مل گئی تھی۔ اس نے ٹیپو کو ارنی بھیجدیا۔ اور دوسرے دن خود بھی وہاں جا پہونچا۔ ۲ جون ۱۷۸۳ء کو جب سر کوٹ نے ارنی کے قلعہ کے نزدیک لشکر جمانا چاہا کہ تو ٹیپو اور ایم لالی نے حملہ کر دیا۔ اگرچہ سر کوٹ نے ایم۔ لالی کی ایک توپ چھین لی۔ اور حیدر علی پر حملہ کرنے بڑھا۔ لیکن حیدر علی نے اسے پاس تک نہ پھٹکنے دیا۔ بلکہ اس کی فوج کو دبا کر ایک ایسی جگہ لے گیا۔ جہاں میسور کی ساری فوج اس پر ٹوٹ پڑی۔ اور سر کوٹ کی فوج کا سخت نقصان ہوا۔ یہ آخری جنگ تھی جسمیں سر کوٹ اور حیدر علی دونوں ایک دوسرے کے مقابل ٹھہرے تھے۔ مگر اس کے ایک سال کے عرصہ ہی اندر دونوں شیر جہاں سے اٹھ گئے۔

ایک فوج مالابار پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کی۔
اسکے کمانیر کرنیل ہمراسٹون نے کالی کٹ پر قبضہ کرکے پالگھاٹ چیری کا رخ کیا۔ اور راستہ میں بہت سے چھوٹے چھوٹے قلعوں پر قبضہ کرلیا۔ حیدر علی نے ٹیپو کو مالابار جانیکا حکم دیا۔ جہاں وہ ماہ اکتوبر میں پہنچا۔ اور انگریزی سپاہ کو ساحل سمندر سے رسل و رسائل رکھنے اور مدد حاصل کرنے میں ناکامیاب کرنا چاہا۔ اس لئے انگریزی سپاہ کالی کٹ سے چالیس میل جانب پونا دیتی پانی) چلی گئی۔ اور اسے دو انگریزی جہاز بھی مل گئے۔ اور اس نے مورچہ بندی کرکے ٹیپو کا انتظار کیا۔

آخرکار ٹیپو کی فوج بھی جا پہنچی جسمیں دس ہزار سوار۔ آٹھ ہزار پیادے ۰۰۔ یورپین اور بہت سی بیقاعدہ سپاہ تھی۔ انگریزوں کے پاس ۸۰۰ یورپین۔ ایک ہزار سپاہ اور میدان جنگ میں کئی دن تک بیکار پڑا رہا۔ اس کے بعد اسے اپنے باپ کی علالت کی خبر لگی۔ اور وہ وہاں سے لشکر ہٹاکر چلدیا۔ اسی عرصہ میں برسات کا موسم آگیا۔ جس کے باعث ساحل کارومنڈل پر جنگ قایم نہ رہ سکی۔ اس لئے انگریزوں کی فوج مدراس چلی گئی۔ مزان میسور کی گذرانورا اور حیدر علی ارکاٹ کے شمال میں پڑی رہی۔

حیدر علی کی پشت میں سرطان کا دنبل مدت سے چلا آتا تھا۔ اور اس جنگ کی تکالیف سے وہ بہت بڑھ گیا تھا۔ اگرچہ اس کے اچھا نے میں بیحد کوشش کی لیکن صحت حاصل نہ ہوئی۔ اور وہ نرسنگہ رایا نایئت کے مقام پر جو چتور کے نزدیک لشکر ہی میں ۷ دسمبر سنہ ۱۷۸۲ء مطابق سنہ ۱۱۹۵ ہجری کو فوت ہوگیا۔

حیدر علی کی تاریخ وفات عجیب وغریب ہے۔ اگرچہ ہمایوں اور جہانگیر دونوں بادشاہوں کی تاریخ عجیب وغریب سمجھی جاتی ہے۔ لیکن حیدر علی کی تاریخ وفات عجیب تر ہے مثلاً ان دونوں کے نام میں تاریخ نہیں نہیں نکلی۔ بلکہ ان مصرعوں میں۔ جن میں انکا نام آیا ہے۔ لیکن حیدر علی تاریخ وفات صرف اس کے نام اور ایک اور لفظ کے لفظ کے ملانے سے نکل آتی ہے

تاریخ وفات ہمایوں یہ ہے۔ ہمایوں از بام افتاد سنہ ۹۶۲ یا ۹۶۳ ہجری

تاریخ وفات جہانگیر یہ ہے۔ جہانگیر از جہاں رفت سنہ ۱۰۳۶ ہجری

مصنفہ تاریخ یہ ...

گر این شاہ آسودہ رحمت نام — چہ تاریخ رحلت ممنود مستفسر از
یکے ز ہمنیان گفت تاریخ ز ناہم — کہ "حیدر علی خان بہ بہشت در بگو"

باب ۱۶

حیدر علی کے عادات وخصائل اور انتظام مملکت

حیدر علی ایک ایسا شخص تھا۔ جو گمنامی کیحالت سے ترقی کرتے کرتے مالک تاج وتخت ہوگیا۔ وہ ایک سپاہی کی حیثیت سے بڑھتے بڑھتے ایک بادشاہ بنگیا۔ اس شخص کی سرگرمیاں اور فوجی قابلیت کا ٹھیک اندازہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان کے حالات انگریزوں اور فرانسیسیوں دونو نے قلمبند کیئے تھے۔ جس میں بڑا اختلاف پایاجاتا ہے۔ تاہم ہمیں تو کسی کو بھی شک نہیں ہے کہ اہل انگلستان کی نسبت اہل فرانس کو اہل ہند کے ساتھ زیادہ ہمدردی تھی۔ اس باعث جب حیدر علی میدان شہرت میں ابھرا تو اس کا رجحان خاطر فرانسیسیوں طرف زیادہ تھا۔ فرانسیسیوں نے بھی اس کے ساتھ انس کیا جسکا کافی ثبوت یہ ہے۔ کہ جتنی لڑائیاں اس نے انگریزوں سے لڑیں اول سب میں فرانسیسی اس کے شریک رہے۔ اسوجہ سے جو حالات فرانسیسیوں نے لکھے ہیں وہ ذرا زیادہ قابل اعتبار مانے جاتے ہیں۔

حیدر علی پیدائشی بردآزما تھا۔ وہ ایک اعلے درجہ کا شہسوار تھا۔ تلوار اور بندوق دونوں اعلے درجہ کی چلاتا تھا۔ وہ بچپن ہی سے چست وچالاک تھا۔ اور وہ تحمل سے سخت محنت اور مشقت برداشت کر سکتا تھا۔ اور جب اپنی فوج کی سپہ سالاری کرتا تھا تو نڈر ہوکر دشمن پر جا پڑتا تھا۔ وہ اپنی جان کا مطلق خطرہ نہ کرتا تھا۔ اسی سے اس کی فوج کا دل بڑھا رہتا تھا۔ اور وہ میدان جنگ میں بڑھتی ہوئی نظر آتی تھی۔

جنگ کے وقت وہ گھبراتا نہیں تھا۔ اور سوجھ بوجھ کے ساتھ کارروائی کرتا تھا۔ رسالہ کا زبردست اور لڑائی میں اعلے درجہ کا ملکہ رکھتا تھا۔ اور دشمن کو رسالے سے

حیدر علی بڑا ہی چست و چالاک شخص تھا۔ اور جس پھرتی کے ساتھ اس نے دھاوے کئے وہ اس کی چستی و چالاک ہونے کی کافی شہادت ہیں۔ پھر کامیابی کے ساتھ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سخت جان اور دلیر شخص تھا۔ اسکی شیر دلی اور جانبازی پر گرویدہ ہو کر بہت سے لوگ اس کے جھنڈے تلے آ گئے تھے۔ حیدر علی فرانسیسیوں کا جو اسکی فوج میں تھے۔ بڑا لحاظ کرتا تھا۔ انپر اسے بیحد اعتبار تھا۔

حیدر علی کی جوانمردی اور فن حرب کی قابلیت سے تو دنیا واقف ہے۔ لیکن یہ ٹھیک طور پر معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ امور ملکی اور انتظام سلطنت میں اسکی قابلیت کس پایہ کی تھی۔ چونکہ اسے جنگ و جدل اور معرکہ آرائیوں سے فرصت نہ ہوئی۔ اسلئے اس نے یہ کام دوسروں پر چھوڑ رکھا تھا۔ اگرچہ وہ برہمنوں کی دغابازی سے بخوبی واقف تھا۔ لیکن یہ بھی جانتا تھا۔ کہ اس قوم کے لوگوں کو خداوند عقل و قدرت نے عقل و ذہانت اور انتظامی قابلیت کا زیادہ حصہ دیا ہے۔ اسی سبب اس نے مالی معاملات کی نگرانی برہمنوں کے سپرد کی۔

اگرچہ حیدر علی کے مزاج میں سختی تھی۔ لیکن وہ انصاف پسند بھی تھا۔ اسی باعث اسے فرائض منصبی کا بڑا خیال رہتا تھا۔ [illegible] ہر دم یہی خواہش رہتی تھی۔ کہ ہر شخص کو اپنا فرض اچھی طرح سے ادا کرنا چاہیئے۔ [illegible] جب کبھی کسی افسر سے کوئی فروگذاشت ہو جاتی۔ اور وہ شخص خواہ کسی درجہ کا ہوتا۔ مگر فرائض کی انجام دہی میں فرق رہتا۔ تو اسے کوڑوں کی سزا دی جاتی تھی۔ یہانتک۔ کہ اس نے اپنے بیٹے ٹیپو کو بھی فرائض کی انجام دہی میں قاصر رہنے پر سزا دی تھی۔

اگرچہ وہ لوگوں کو سخت سزائیں دیا کرتا تھا۔ اور قیدیوں اور خصوصاً جنگی قیدیوں سے بڑی سختی کے ساتھ پیش آتا تھا۔ تاہم وہ ظالم نہیں تھا۔ اور نہ اسے کسیکو آزار دینے میں خوشی حاصل ہوتی تھی۔ [illegible] انگریزی قیدیوں پر جو ظلم [illegible] اسکا سبب یہ تھا۔ کہ اس زمانہ کے لوگ ذرا زیادہ سخت مزاج ہوتے تھے۔ اور ہر فرمانروا

کرنے ہی سے قابو میں رہ سکتی ہے۔

حیدر علی دشمن کو اپنے ملک میں زور نہ پکڑنے کے لئے اپنا سارا ملک برباد کر ڈالتا تھا۔ کہ اسے سامان رسد نہ مل سکے۔ وہ نمک حراموں کو سخت سزائیں دیا کرتا تھا۔ اور جاں نثاروں کو معقول انعام دیکر انکو اپنا گرویدہ بنا لیتا تھا۔

حیدر علی کے مزاج میں تعصب اور ہٹ دھرمی نام کو نہ تھا۔ اسے اس کی مطلق پروا نہ تھی۔ کہ اسکی فوج میں یا عہدہ داروں میں کس ملت و مذہب کے لوگ ہیں۔ اور جب تک لوگ اپنے فرائض کو ادا کرتے رہتے تھے۔ وہ ان سے کسی قسم کا تعرض نہیں کرتا تھا۔

حیدر علی میانہ قد کا آدمی تھا۔ اس کے خط و خال اور اعضا ذرا بھدے تھے۔ اور رنگ سانولا تھا۔ اسکی ناک عقابی مگر چھوٹی تھی۔ آنکھیں بھی چھوٹی تھیں۔ اور نیچے کا ہونٹ موٹا تھا۔ اور نہ تو ڈاڑھی رکھتا تھا۔ اور نہ ہی مونچھیں۔ اگرچہ اسے جواہرات پہننے کا شوق نہ تھا۔ تاہم اپنی پوشاک میں ضرور کچھ نہ کچھ سجاوٹ آرائش روا رکھتا تھا۔ سینہ کمر اور آستین پر لباس تنگ ہوتا تھا۔ مگر نیچی اور ڈھیلی ہوتی تھی۔ وہ اونچی اور سرخ رنگ کی پگڑی پہنتا تھا۔ جسکا بالائی حصہ چپٹا ہوتا تھا۔

حیدر علی کی فوجی وردی سفید ساٹن کی ہوتی تھی جس میں سنہری پھول بنے ہوئے تھے۔ اور ساتھ زرد سجاوٹ لگائی جاتی تھی۔ پاجامہ بھی ساٹن کا ہوتا تھا۔ اور زرد مخمل کی جوتیاں ہوتی تھیں۔ اور کمر میں سفید ریشم کا ایک کمربند یا پٹکا رکھتا تھا۔

حیدر علی کے دربار میں ہر شخص کی رسائی ہو سکتی تھی۔ ہر آدمی اس کے پاس پہونچ سکتا تھا۔ اور ہر کسی سے بڑے سے بڑے مستند ی کے ساتھ باتیں کر لیتا تھا۔ اور ہر شخص کی بات سن لیتا تھا۔

اس کا دماغ نہایت تیز تھا۔ وہ ایک ہی وقت میں کئی کئی کاموں کو سرانجام کر سکتا تھا۔ مثلاً ہوا ہو یا ناچ دیکھتا جاتا۔ اور کاغذات سنتا جاتا تھا۔ اور احکام لکھتا جاتا۔ وہ پڑھا لکھا تو نہ تھا تاہم بڑا قابل تھا۔ ایک شخص سے احکام لکھواتا اور دوسرے

وہ اپنے بے تکلف دوستوں سے بدزبانی کے ساتھ بھی پیش آتا تھا اور ان سے پت تکا مذاق ہوتا تھا۔ شاعروں اور شعر و سخن کی محفل گرم ہوتی تھی۔ اور اکثر اس کے بعد عیاشی کی بزم بھی بنائی جاتی تھی جس میں اس کے خاص خاص احباب شریک ہوتے تھے۔ اس کی متعدد بیویاں تھیں۔ مگر ادا اور ناز والی اور شکیلی عورت کو وہ کسی طرح اپنی خواہش حیوانی کو پورا کئے بغیر نہیں جانے دیتا تھا۔ لیکن ان تمام باتوں کے ہوتے اور کرتے ہوئے وہ اپنا کاروبار سلطنت بڑی خوبی اور مستعدی کے ساتھ انجام دیتا تھا۔

تہواروں یا دیگر جشنوں کے موقعوں پر وہ نمائش سے کام لیتا تھا۔ اس کے جلوس کے آگے آگے رسالے قطعہ بقطعہ چلتے تھے۔ پیچھے شتر سوار ہوتے تھے۔ اور ان کے پیچھے ہاتھیوں کی قطاریں ہوتی تھیں۔ جن پر زرق برق جھولیں پڑی ہوتی تھیں۔ ہاتھیوں کے بعد میں فوجیں حبشیوں کی چلتی تھیں۔ جن کے سروں پر سرخ اور سیاہ عقاب کے پروں کی کلغیاں لگی ہوتی تھیں۔ اور فولادی پھلوں کی برچھیاں ہاتھوں میں ہوتی تھیں۔ ان کے پیچھے پیادے یا پیدل پلٹن ہوتی تھی۔ وہ ریشمی انگرکھے اور گھٹنوں تک کے پاجامے پہنے ہوئے تھے۔ اور ہاتھوں میں برچھیاں ہوتی تھیں۔ جن میں گھنٹیاں بجتی جاتی تھیں۔ پیدل پلٹن کے پیچھے گھوڑے پر امرا سوار ہوتے تھے۔ جن کی پوشاک زرق برق ہوتی تھی۔ اور ان کے بعد میں شاہی محل کے کوتل بندھے تھے۔ اور ان کے پیچھے پیادے دوڑتے جاتے تھے۔ پیادوں کے بعد میں شاہی محل کے افسر اور خادم ہوتے تھے۔ اور ان سب کے بعد حیدر علی ایک سفید ہاتھی پر سوار ہوتا تھا۔ اس کے پیچھے بہت سے ہاتھی ہوتے تھے جن میں سے پانچ ہاتھیوں پر سلطنت کے نشان ہوتے تھے۔ ان ہاتھیوں کی قطار کے بعد حبشیوں کے دو رسالے اور رسالوں کے پیچھے حبشی کی ایک پیدل پلٹن ہوتی تھی۔ جلوس کے دائیں بائیں جانب پیادے ہوتے تھے۔ جن کی پوشاک سفید ریشم کی ہوتی تھی۔ اور جن کے پاس لمبی لمبی سیاہ برچھیاں ہوتی تھیں۔ اور ان میں جھنڈیاں لہراتی جاتی تھیں۔ حیدر علی کے جلوس سے اچھا جلوس ہندوستان میں صرف مغل بادشاہوں کا جلوس ہوتا تھا۔

[illegible]
شکست پر شکست کھانے پر بھی مایوس نہ ہوتا تھا۔ اور نہ ہمت ہارتا تھا۔ وہ باوجود اسکے کہ اہل شرفا میں سے تھا۔ مگر صاف گو اور کھلی طبیعت والا۔ باوجود اس کی سختیوں اور اور وحشت و قوت کے میسور میں آج تک اس کا نام عزت کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ حالانکہ تعریف کے لائق نہیں۔ اسکی کامیابی اور معرکہ آرائیاں اب تک اہل میسور کے حافظہ میں تازہ ہیں۔

اگر دیسی فرمانروا جو اس کے رفیق تھے اس کی مدد کرتے اور اگر وقت پر اسے فرانسیسیوں سے کافی مدد مل جاتی تو وہ ضرور اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل کر لیتا۔

تمام شد

رسالہ علاج چشم - اسمیں آنکھوں کی تمام
تشریح معہ کل امراض اور آنکھوں کے بنانیکا
حال معہ علاج درج ہے - قیمت - (۴/)

باورچی - اسمیں اہل اسلام کے طریق پر جملہ
اقسام کے کھانے بتلائے گئے ہیں - قیمت (۸/)

ہومیو پیتھک طبیب یعنی ہومیو پیتھک
ڈاکٹر یا ہومیو پیتھک مٹر یا میڈیکا - ہر قسم کی
بیماری کا علاج بطریق ہومیو پیتھک و ہومیو
پیتھک ادویات کی تشریح - قیمت - (۸/)

چارٹ فارمہ کوپیا - جوکہ تمام سرکاری
شفاخانوں میں استعمال ہوتا ہے - قیمت
سادہ (۲/) روغنی ڈنڈے دار - (۶/)

علاج مارگزیدہ - سانپوں کی پہچان اور
انکا علاج - یہ کتاب ایک بنگالی صاحب کی
تصنیف کا قابل دید ترجمہ ہے - قیمت (۴/)

جلائے برقی - ٹھنڈا اور گرم ملمع کرنا کچا
پکا اور نہایت عمدہ گلٹ اور دھاتوں کا پانی
بنانا - سونا - چاندی - تانبا اور لوہا وغیرہ جست
میگنیشیم وغیرہ دھاتوں کے عجیب وغریب
عمال اور نئی ایجادیں درج ہیں - قیمت (۸/)

علاج بذریعہ پانی - ہینگ لگے نہ پھٹکری
اور رنگ سب سے اعلیٰ ہو - اس کتاب میں حسب
موقعہ گرم یا سرد پانی کے استعمال سے ہی
تمام جسم کی بیماریوں کا علاج کیا گیا ہے یہ
قابل قدر کتاب ہر ایک گھر میں رہنے کے
لائق ہے - اسکو بہت جلد طلب فرمائیں قیمت (۴/)

ہر قسم کے **معجون** - گلقند - لعوق - خمیرہ
جوارش وغیرہ بنانیکا مکمل رسالہ - قیمت (۸/)

معلم علم دندانسازی - دانتوں کے
ہر قسم کے امراض اور نسخہ جات نقلی دانت بنانا
معہ تصاویر آلات ہیں - قیمت (۴/)

صابون گری - اسمیں ہر قسم کے صابون
بنانے کی تراکیب معہ تمام قواعد کے درج
ہیں - صنعت کے مجموعہ کی قیمت - (۱۲/)

خانساماں - اس کتاب میں انگریزی طریق
پر جملہ قسم کے کھانے پکانے کی ترکیبیں درج
کی گئی ہیں - یہ ککری بک ہے - قیمت (۸/)

حلوائی - اسمیں ہر قسم کی مٹھائیاں بنانیکا طریق
درج ہے - قیمت - (۸/)

رنگریز - اسمیں انگریزی اور دیسی طریق سے سوت
کپاس - روئی - اون - سن - مرینہ - ریشم وغیرہ ہر قسم کے
کچے پکے رنگ رنگنا درج ہے - قیمت (۱۲/)

خضاب معروف بہ زینت شباب اسمیں خضاب کے بہت سے نسخہ جنکی پبلک کو ضرورت ہے درج کئے گئے ہیں۔ علاوہ یونانی نسخوں کے انگریزی خضابوں کے نسخہ بھی اس میں درج ہیں۔ قیمت ۔ (۴ر)

آئینۂ تماشبینی ۔ یہ ناول نہیں خراباتیوں کا نتیجہ اور عشق دریا کا فوٹو نصیحتوں کا خزانہ ہے قیمت ۱۴ر

رسالہ شطرنج ۔ اسمیں شطرنج کھیلنے کے طریقے معہ تمام نقشہ جات درج کئے گئے ہیں قیمت (۸ر)

آئینۂ تشخیص امراض ۔ اسمیں نبض اور قارورہ دیکھنے کا حال تشریح وار درج ہے قیمت ۱۴ر

رسالہ بواسیر ۔ اسمیں ویدک و انگریزی ہومیوپیتھک و یونانی چاروں طریق پر اس مرض کا علاج اور تشریح کی ہے۔ قیمت ۔ (۴ر)

علم کیمیا ویدک ۔ یہ علم کیمیا کے متعلق ایک کتاب تیار کی گئی ہے جسمیں سونا چاندی تانبا اور رانگا وغیرہ دھاتوں کا حال اور ان کا بنانا درج ہے۔ قیمت ۔ (۱۰ر)

بیکری و کنفکشنری ۔ اس کتاب میں جملہ اقسام کی ڈبل روٹیاں اور عمدہ بسکٹ اور انگریزی ہر قسم کی مٹھائیاں وغیرہ وغیرہ بنانے کا بیان اور تمام عمدہ ترکیبیں درج ہیں۔ قابل خرید ہے۔ قیمت ۔ (۱؍۸ر)

رہبر زندگانی اسمیں شوہر اور زوجہ کے باہمی برتاؤ اور حقوق بیان کئے گئے ہیں دھرم شاستر کی کتاب ہے ہر ایک انسان کو اسکا مطالعہ کرنا چاہیئے قیمت ۔ (۴ر)

گربھادان ودھی ۔ اسمیں لڑکا و لڑکی پیدا ہونیکی تدبیر۔ امتحان حمل حفاظت حمل وقت تولید سے دو برس تک بچہ کی پرورش کے قواعد درج ہیں قیمت بحروف اردو (۲ر) اور بحروف گورمکھی ۔ (۲ر)

رسالہ سل و دق ۔ دونوں موذی امراض سے بچنے کیلئے یونانی ۔ ڈاکٹری ۔ اور ویدک ہومیوپیتھک بالحرکت پانچ طریق سے معالجہ بیان کیا گیا ہے۔ قیمت ۔ (۱۴ر)

آئینۂ امراض المشہور کرشن درپن یہ ایک ایسی کتاب ہے جسمیں اربعہ عناصر سے لیکر انسان کے تمام جسم کی تشریح یعنی عضوں کا حال مثلاً یہ مرض کیونکر ہوا۔ اور کس دوا سے اسکا دفعیہ ہوگا۔ درج ہے۔ یہ کتاب ہر ایک آدمی کو اپنے پاس رکھنی لازم ہے۔ قیمت (۶ر)